قطب زماں ، مربیِ اولیاء اللہ

حضرت الشیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ بیجاپوری

مختصر سوانح حیات

مُصنّف

الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔اے (معاشیات) ؛ ایم۔اے (اُردو و فارسی) ؛ بی۔ایڈ

قطبِ زماں، مربّیٔ اولیاءاللہ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ بیجاپوری

مختصر سوانح

مصنف

الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔اے۔(معاشیات)، ایم۔اے(اُردو، فارسی)بی۔ایڈ

غلام حُسین محلّہ، بیجاپور۔۵۸۶۱۰۴ (کرناٹک)

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

طابع

رضاآفسٹ پرنٹرس، آثار محل،

بیجاپور ۵۸۶۱۰۴(کرناٹک)

جملہ حقوق بحقِ مصنف

باراوّل 2004-2005

تعداد 1000

کمپیوٹر کمپوزنگ رضاء کمپوزنگ سینٹر

طباعت رضاآفسٹ پرنٹرس

ہدیہ ....

ملنے کے پتے

۱) لوسینٹ کمپیوٹر سروسس اینڈ ایجوکیشن سینٹر

غلام حُسین محلّہ، بیجاپور۔ ۵۸۶۱۰۴ (کرناٹک)

فون : 08352-240050

۲) رضاآفسٹ پرنٹرس

آثار محلّہ، بیجاپور۔ ۵۸۶۱۰۴ (کرناٹک)

فون : 08352-256662

۳) الحاج جلال الدین مولا بخش

مکان نمبر ۵۳۶ ، گلی حکیم جی والا، چوڑی والان،

نزد جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو اپنے خسر محترم مرحوم عالی جناب غلام نبی ابن مخدوم صاحب بالسنگ (بالسنگ اُستاد) جن کی محبت ورہنمائی نے مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کیا اور جن کی وجہ سے میں نے ہوش کی آنکھ سے دنیا دیکھی۔

اور

میری رفیقۂ حیات رضیہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ وظیفہ یاب لیکچرار، جن کی رفاقت اور مساعیٔ جمیلہ کا میری شخصیت سازی میں بڑا ساتھ رہا ہے، کے نام معنون کرتا ہوں

چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔اے۔بی۔ایڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

عالم تمام حسنِ ازل کا ظہور ہے
ہر شے میں اُس کی ذات مقدّس کا نور ہے
فَاَیْنَما کا راز ہوا جب سے منکشف
دل میرا حسنِ یار کے جلووں کا طور ہے
رحمت سے جس کے ہم کو ملی یہ متاعِ زیست
ہر آن اُس کے فضل و کرم کا ظہور ہے
یا رب کرم ہو قوم پر، دورِ فتن میں بھی
دُنیا کا جس کو ہوش نہ دیں، کا شعور ہے
دل جب سے اُس کی یاد سے روشن ہوا ہے تاجؔ
آرامِ جاں ہے قلب و نظر میں سرُور ہے

پیرزادہ تاج عادلؔ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ " عالمی شانتی سندیش "

بیجاپور

حمد

لکھ سکوں تیری ثنا اتنی کہاں تاب و تواں
ذرّۂ خاکی کہاں اور نور کا دریا کہاں
نقش ہائے زندگی ہیں تیری عظمت کے نشاں
ہر طرف تیرے کرم کا جاری ہے سیل رواں

صبح دم گُلشن میں یارب عطر افشاں ہے تو ہی
ذرّے ذرّے سے عیاں بھی اور پنہاں ہے تو ہی
عاشقوں کا سوزِ دل بھی روحِ ایماں ہے تو ہی
ماہ وانجم کے پسِ پردہ درخشاں ہے تو ہی

تو ہی تھا منصور کے جوشِ جنوں کا ترجماں
تو ہی تھا تبریزؒ کے سوزِ نہاں کا رازداں
تو ہی سعدیؒ کا تصوف تو ہی سرمدؒ کی زباں
تو ہی کعبے کا تقدس خالقِ کون و مکاں

اس جہانِ رنگ و بو کے تو ہی کروفر میں ہے
تو ہی سجدوں کی تڑپ اور تو ہی سنگِ در میں ہے
تو ہی سوزِ گل میں پنہاں تو ہی بحر وبر میں ہے
اور نثارِ بے نوا کے بھی دلِ مضطر میں ہے

نثار شرکوٹی

نعت شریف

تو حقیقت ہے، حقیقت کا یہ نقشہ تیرا
دونوں عالم میں ہے موجود سراپا تیرا
چشم توحید میں پوشیدہ کرشمہ تیرا
ذرہ ذرہ سے عیاں ہوتا ہے جلوہ تیرا
تیرے ہی وجہ سے چلتی ہے زمانے کی نفس
تیرے ہی نور سے روشن ہے نظارہ تیرا
حق شناس اور بھی مل جاتے ہیں اکثر مجھکو
کوئی ملتا نہیں دُنیا میں ثنا سا تیرا
ایک ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹ کر آیا
ایک انگلی سے ہوا تھا وہ اشارہ تیرا
تیری خوشبو کے تصور سے ہے دانشؔ سرشار
مشک وعنبر سے بھی بڑھ کر ہے پسینہ تیرا

اقبال دانشؔ

نعت

تو لاج رکھنا اے میرے مولیٰ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر
قلم نے میرے سنبھل کے لکھا، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

یہ پھول پتے ، فلک پہ تارے ، شجر حجر یہ گھٹا فضائیں
"بنا ہوا ہے اک ایک ذرّہ نبی کی نعت و ثنا کی خاطر"

ہو ورد میری زباں پہ ہردم ، جو نام نامِ محمدی ہے
یہی عبادت یہی اثاثہ ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

وہ رات معراج کی تھی جانمؔ ، بلایا عرشِ بریں پہ رب نے
دکھایا اپنا حسین جلوہ ، نبی کی نعت و ثنا کی خاطر

عبدالغفار جانمؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

علم و عرفاں کا جہاں ہیں حضرتِ گنج العلوم
دینِ حق کے پاسباں ہیں حضرتِ گنج العلوم
ہر گھڑی رہتا ہے رب سے آپ کو لاز و نیاز
ایسے حق کے رازداں ہیں حضرتِ گنج العلوم
خود سے فانی حق سے باقی ذاتِ اقدس آپ کی
رب کا عشقِ جاوداں ہیں حضرتِ گنج العلوم
جن کی تعلیمات سے قلب و نظر روشن ہوئے
سرِّ حق کے ترجماں ہیں حضرتِ گنج العلوم
آج بھی ہے فیضِ باطن تاجؔ جاری آپ کا
طالبوں کے قلب وجاں ہیں حضرتِ گنج العلوم

پیرزادہ تاج عادلؔ
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ " عالمی شانتی سندیش "
بیجاپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

الحاج جناب چودھری راجہ حسن صاحب کی شخصیت بیجاپور کی تعلیمی وتدریسی دُنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ اپنی ذاتی قابلیت اور محنتِ شاقہ کی بدولت مدرس کی حیثیت سے ترقی کرتے ہوئے کالج کے کارگزار پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ تعلیمی میدان میں اپنی خدمات کو بحسن و خوبی سرانجام دے کر انجمن اسلام، بیجاپور کے زیرِ نگرانی چلنے والے پی۔یو کالج سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس دوران مطالعۂ کتب آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ ہر موضوع کے کتب آپ کے زیرِ مطالعہ رہیں۔ اس طرح بہترین کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے یہاں جمع ہوگیا۔ عالی جناب مرحوم غلام نبی بالسنگ اُستاد صاحب کے کتابوں سے بھی آپ استفادہ کرتے رہے۔ بالسنگ استاد اپنے زمانے کے ایک محقق، دانشور سیاستداں اور بہترین اُستاد و شاعر تھے اور خوش قسمتی سے آپ کے خُسرِ محترم بھی ہوتے ہیں۔ جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کے کتب خانہ میں ہر موضوع پر کتابیں جمع ہیں۔ قدیم کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ بھی آپ کے پاس موجود ہے۔ اس نایاب ذخیرہ میں سے آپ نے اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ایک کتاب حضرت عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ پر ترتیب دی ہے۔

حضرت گنج العلومؒ سلسلۂ جنیدیہ کے ایک معروف بزرگ ہیں۔

حضرت کے حالاتِ زندگی کا کہیں بھی سلسلہ وار تذکرہ موجود نہیں تھا۔ آپ نے بڑی جستجو اور محنت سے حضرت کے حالات زندگی کو نایاب و مستند کتابوں سے جمع کرکے اُسے بہترین انداز میں ترتیب دے کر ایک کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ قابلِ ستائش ہے۔ یہ کتاب اولیائے بیجاپور کی تاریخ میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ جسے اہلِ علم اور اہلِ ذوق حضرات یقیناً پسند کی نظر سے دیکھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

اللہ ربّ العزّت کی جناب میں دعا ہے کہ آپ اسی طرح اپنے تحقیقی کارناموں سے قوم وادب کی خدمت سرانجام دیتے رہیں۔ **آمین!**

پیرزادہ تاج عادلؔ
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ” عالمی شانتی سندیش “
بیجاپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبصرہ

جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب میرے ہم مکتب، میرے دوست اور میرے رفقائے کار میں سے ہیں۔ محنتی اور جفاکش طالب علمی کے زمانے سے رہے ہیں۔آپ نے انجمن ہائی سکول، بیجاپور سے میٹرک کا امتحان پاس کیااور وجے کالج، بیجاپور سے بی۔اے اور کرناٹک یونیورسٹی سے بی۔ ایڈ۔ شیواجی یونیورسٹی سے معاشیات میں یم۔اے اور اُسی یونیورسٹی سے اُردو و فارسی میں بھی ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کا پیشہ درس وتدریس رہاہے۔درس وتدریس کے خدمات انجمن پی۔یو۔کالج سے وابستہ رہیں۔ 1995ء میں حسنِ خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

آپ کا خاندان ہمہ آفتاب اور ہمہ مہتاب ہے۔ تمام افرادِ خاندان اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں۔

جناب الحاج چودھری صاحب کو مطالعہ کا شوق طالب علمی کے زمانے سے رہاہے۔ادبی اور تاریخی کتابوں میں آپ کا مطالعہ عمیق ہے۔آپ کو صوفیائے کرام، اولیاء عظام اور بزرگانِ دین سے دلی عقیدت اور محبت ہے۔ آئے دن ان کے حالاتِ زندگی، تعلیمات، معمولات، ارشادات واقوال کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔

بزرگانِ دین اور اولیائے کرام ہر زمانے میں مذہبِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے عرب و عجم، ایران و افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان آئے۔یہاں کے باشندوں کی زبان سیکھی۔انہی کی زبان میں دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کی۔یہاں کے باشندوں کو لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بنایا۔ کفروشرک کو مٹایا۔دین حق کی تعلیم دی۔

شہربیجاپوراولیاء کرام اوربزرگانِ دین کا مسکن ومعدن رہاہے۔بہمنی اور عادلشاہی دورِ حکومت میں اولیائے کرام اور بزرگانِ دین اس سرزمین کو اپنی خدمات و ارشادات سے فیضیاب کرتے رہے۔انہی میں سے بہمنی دورِ حکومت میں ایک بزرگ حضرت عین الدین گنج العلوم جو دہلی سے دولت آباد وسگر سے ہوتے ہوئے بیجاپور تشریف لائے۔دولت آباد میں آپ نے حضرت سید خوند میر علاء الدین حسینیؒ جیوری قدس سرۃ العزیز کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ایک زمانہ تک ان کی صحبتوں میں رہ کر خلافت بھی حاصل کی۔آپ نے اپنی تعلیمات وارشادات کے ذریعے دینِ حق کی اشاعت کی اور ہزاروں بندگانِ خداکو مذہبِ اسلام میں داخل کیا۔آپ نے 132/کتابیں تصنیف کی۔

آپ کا مزارِ شریف انجمن ہائی اسکول کے روبرو منگولی شاہراہ پر واقع ہے۔ جس پر ایک بڑا گنبد ہے۔ اس گنبد کو خواجہ جہاں محمود گاواں گیلانی جو سلاطین بہمنی کا وزیر عظم تھا، تعمیر کروایا۔ حضرت کے آستانہ پر زائرین کا ہجوم رہتاہے۔ صبح وشام لوگ جوق درجوق آتے ہیں۔اور فیض حاصل کرتے ہیں۔آپ کو ”گنج العلوم، شیخ عالم مخدوم“ کے خطابات سے نوازا گیا۔آپ اپنے

زمانہ کے قطبِ وقت رہے ہیں۔آپ کے بے شمار مرید اور خلفاء تھے۔

اولیاء اللہ کے تعلق سے اب تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں زیادہ تر کشف و کرامات کا ذکر ملتا ہے۔الحاج چودھری صاحب نے کئی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔اُن کتب میں آپ کو حضرت عین الدین گنج العلوم کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ موصوف چودھری صاحب کو خیال ہوا کہ حضرت عین الدین گنج العلوم کے حالاتِ زندگی کو تفصیل سے قلمبند کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عین الدین گنج العلوم پر متعدد قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے کافی مواد جمع کر کے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔اس میں حضرت کے معمولات، ارشادات اور اقوال کا ذکر نہیں ملتا۔یہ ایک تحقیقی کام ہے۔ جسے آپ نے بحسن وخوبی انجام دینے کی کوشش کی ہے۔دراصل اس مقالہ کے مسودہ کو موصوف چودھری صاحب نے تبصرہ کرنے کے لئے مجھے پیش کیا تھا۔میں نے اسے مختصر مگر جامع پایا۔میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ لائقہ پر جزائے خیر عطاء فرمائے **آمین!**

خیر اندیش :

سید محمد اقبال پاشاہ جاگیر دار (اقبال دانشؔ)
ایم۔اے۔بی۔ایڈ
وظیفہ یاب پرنسپل،
انجمن پی۔یو۔کالج، بیجاپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رائے گرامی

از : حضرت مولانا صوفی سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی
کامل جامعہ نظامیہ، جانشین سجادہ نشین و متولی، آستانۂ عالیہ حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری الملتانی المعروف تل پری تانے شاہؒ،
ادھونی، ضلع کرنول (اے۔پی)

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰ ة السلام علے سید الا نبیائوالمرسلین امابعد قال اللّٰہ تعالیٰ فی کلامه المجید اهدناالصراط المستقیم ○ صراط الذین انعمت علیهم ○من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین اولئك حسن رفیقا○

سرزمین دکن علمائے ذی احتشام و مشائخینِ عظام کی وجہ سے مرکزِ علم و عرفان کہلاتی ہے۔اس خصوصیت کے لحاظ سے اہلِ دکن جتنا فخر کریں کم ہی ہے۔جو لوگ قربِ خداوندی کی منزلوں کو پاکر جو ہرے پارے بکھیرے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا ہر کام تحریر ہو یا تقریر، تصنیف ہو یا تالیف، درس ہو کہ تدریس، وعظ ہو کہ نصیحت، ذکر ہو کہ فکر خالص اللہ ورسول کی رضاء جوئی کے لئے ہے۔جس دن کو خداوندِ قدوس نے جاری کیا اور اُس کی تکمیل خاتم النبین پر فرمائی۔اور اس بارِ گراں کو اولیائے اُمت کے سپرد کیا گیا جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے **العلماء ورثة الانبیاء** اس حدیث پاک کے تحت انہیں چند بزرگوں میں سے ایک عظیم قدآور شخصیت جو ہر اعتبار سے جو ہر

فن میں نمایاں مقام رکھتی ہے وہ ذاتِ گرامی علامۂ زماں ، قطبِ دوراں رئیس القلم، شیخ الشیوخ حضرت شیخ عین الدین گنج العلومؒ کی ذاتِ بابرکت ہے۔ جنھوں نے اپنے مقامِ مستقر دہلی کو خیر آباد کہتے ہوئے دکن کی جانب کوچ کیا۔ دہلی سے دولت آباد، گلبرگہ اور سگر ہوتے ہوئے بیجاپور پہنچے۔ اس دوران آپ نے اُس منشاءِ الٰہی کو تکمیل کرنے کی کوشش کی جس کو خداوندے قدوس نےآپ کے مقدر میں رکھا تھا۔ آپ نے ہزاروں لوگوں کو دینِ اسلام میں شامل کیا۔ ظلمت کو مٹایا، نورِ وحدت کو عام کیا اور پرچمِ وحدانیت کو بلند کیا۔ ایسی ذات ِوالا صفات پر جب کہ سات سو سالہ عرصۂ مدید گزر چکا ہے اور آپ پر کئی قلم کاروں نے تحقیق کرنے کی کوشش کی ۔ گاہے ماہے علمی و ادبی سیمناروں میں دوسرے اکابرین کے تذکروں کے ساتھ ساتھ آپ کا شمار صفِ اول کے نثر نگاروں میں کیا جاتا ہے۔

عالی جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب آپؒ کے متعلق ایک قلمی مسودہ مجھ ناچیز کو پیش کیا تو میں نے اس مسودہ کو حرف بہ حرف بغور مطالعہ کیا ہے اس میں فاضل مصنف نے حضرت گنج العلومؒ کے تمام حالات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں آپ نے واضح کیا ہے کہ چار شاہانِ بہمنی کی تاج پوشی حضرت گنج العلومؒ اور حضرت سراج الدین جُنیدی گلبرگہ کی سرپرستی اور دیگر اولیاء اللہ کی موجودگی میں عمل میں آئی ہے۔ اور اس میں آپؒ نے ۱۳۲ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جو علم کے تمام فنون تفسیر، حدیث، فقہ، منطق فلسفہ، حکمت وطبؔ ، تاریخ، تجوید، علمِ بیان، علمِ حساب اور صرف و نحو وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ جو تین زبانوں عربی، فارسی اور اُردو زبانوں پر محیط ہیں۔

اس میں چند کتب معہ فنون درج ہیں۔ جناب چودھری صاحب کے علاوہ دیگر محققین نے بھی حضرت گنج العلوم پر تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ جناب ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب ، سابق صدر، شعبہ اُردو، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد نے اپنے مقالہ میں رقمطراز ہیں کہ "دیگر مختصر مذہبی رسالوں میں باضابطہ اُردو نثر کا آغاز حضرت گیسودرازؒ سے ہوتا ہے۔ جب کہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب نے حضرت گنج العلومؒ کے چند ایک رسائل کا تذکرہ اُردوئے قدیم میں کیا ہے۔ مگر وہ ہنوز دستیاب نہیں ہیں۔ اسی مقالے میں دوسرے مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پروفیسر احتشام حُسین رقمطراز ہیں "شیخ عین الدین گنج العلومؒ نے گیسودرازؒ سے قبل ہی اُردو نثر میں کچھ رسالے لکھے ہیں جو نایاب ہیں"

ہر دور میں اکابرینِ عظام اپنے پیش رو اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہر کام کو مستند بنانے کی حد درجہ کوشش کرتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ایک اور بہترین تحقیق کو انجام دیا ہے وہ یہ کہ حضرت گنج العلومؒ حضرت بندہ نوازؒ کے اُستاد بھی ہیں۔ یہ بات فاضل مصنف نے اپنی زبانی نہیں لکھی بلکہ آپ نے یہ بات تاریخ کو تاریخ کے آئینہ میں بہترین طریقہ سے تطبیق دے کر قلم بند کیا ہے۔ جس کو اعلیحضرت ابراہیم زبیریؒ نے اپنی کتاب روضۃ الاولیاء بیجاپور میں ذکر کیا ہے۔

اور فاضل مصنف نے حضرت گنج العلوم کے سفر و حضر، فکر و نظر کو اجاگر کرنے کی سعی پیہم کی ہے۔ اور ساتھ ہی باریک بینی سے ہر عنوان پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے سن ہجری و عیسوی پر گہری نگاہ گامزن کی ہے جو

مستقبل میں کے لئے ایک تاریخی دستاویز ثابت ہوگا۔

در حقیقت فاضل مصنف نے اُس کام کو انجام دینے کی کوشش کی ہے جن تصانیف کو حضرت گنج العلومؒ نے تصنیف کیا تھا۔

مگر افسوس کہ آپ کی ۱۳۲ کتابوں میں ایک بھی دستیاب نہیں ہے، جو حوادثاتِ زمانہ کی نذر ہوگئیں۔ مگر فاضل مصنف نے جو قدم اُٹھایا ہے اُس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل میں ایک عظیم عزم لئے ہوئے ہیں جس کی بدولت آپ کو ایسی تصنیف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کو دیکھ کر ناظرین مبہوت رہ جائیں گے کیونکہ حضرت گنج العلومؒ نے جن علوم و فنون پر قلم اُٹھایا ہے اُن فنون و اسمائے کتب کے پڑھنے سے ہی آپ کے تبحرِ علمی کا پتہ چلتا ہے۔ ویسے بھی اُس دور سے آج تک خلق کی زبان پر گنج العلومؒ ہی زبان زد ہے۔ اس لئے یہ بات صادق آتی ہے کہ زبانِ خلق نقارۂ خدا ہوتی ہے۔

میں فاضل مصنف کو اُن کی اس کاوش پر دل کی گہرائیوں سے مبارکبادی پیش کرتا ہوں کہ یہ اہم خدمت اُن کے مقدر میں تھی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ فاضل مصنف کے قلم سے ادبی شہ پاروں کو مزید جلاء ملے۔ **آمین !**

خیر اندیش

حضرت مولانا صوفی سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی

کامل جامعہ نظامیہ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از : حضرت مولانا محمد مصباح الدین قادری نقشبندی مجددی

کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد و ایم۔اے (اُردو)،

سابق معلم درالعلوم دینیہ بارگاہِ بندہ نوازؒ گلبرگہ، (مقیم گولکنڈہ، حیدرآباد)

الحمد لله الذی هدانا الیٰ طریق اهل السنة والجماعة بفضله العظیم والصلوٰة و السلام علٰے رسوله محمد ن الذی کان علیٰ خلق عظیم وعلٰی آله و صحبه الذین اهتدوا الیٰ صراط مستقیم امابعد

اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسانیت کی رُشد و ہدایت کے لئے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور حضورِ ختمی مرتبت خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلۂ رسالت و نبوت کو ختم فرمادیا۔ لہٰذا اس کے بعد اس نبوی منصبِ جلیل کی ذمہ داری اولیاء اللہ و علماء کرام پر عائد کی گئی جیسا کہ حدیث شریف ہے" العلماءُ ورثة الانبیاء " ترجمہ : علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث و جانشین ہیں۔

چنانچہ دنیائے انسانیت خصوصاً سرزمینِ ہندوستان میں اولیاء اللہ و علمائے کرام نے وہ دینی، علمی، مذہبی و اخلاقی خدمات، کے ساتھ ساتھ محبت مروت اور رواداری کے ایسے نقوش چھوڑے کہ جن کی بدولت دینِ اسلام

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا ہے۔ انہی بزرگوں میں حضرت قطبِ زماں شیخ عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ عبادتِ الٰہی، خدمت خلق، اشاعتِ علوم وفنون اور تبلیغِ اسلام کے لئے صرف کردی۔

اور حضرت گنج العلومؒ کی علمی ، دینی، تصنیفی و تالیفی خدمات کی ضیاء پاشیوں و کرنوں نے ایک زمانۂ دراز تک دنیائے ظلمات و تاریکیوں کو علمی تابناکیوں و اخلاقی رونقوں و مذہبی انوار میں تبدیل کرتی رہیں۔ تصنیفِ ہٰذا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں اور آپ کی تصانیف علوم کے تمام فنون کا احاطہ کی ہوئی ہیں۔ الغرض آپ کی ذاتِ والا صفات کی شان میں کچھ تقریری و تحریری جنبش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔

قابلِ صد مبارکباد ہیں عالی جناب محترم المقام الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کہ جنہوں نے حضرت قبلہؒ کی سوانح حیات کو خصوصاً آپؒ کے مخفی گوشوں کو اُجاگر کرنے کی تقریباً کامیاب سعی فرمائی جو کہ زمانہ کے بُعد کی ی وجہ سے نسیاً منسیا ہو چکے تھے ان کو نئے طرز اور دلنشین انداز میں پیش کر کے محترم مصنف نے ایک بڑے خلاء کو پُر کردیا۔ انشاء اللہ العزیز مصنف محترم کی سعی مشکور اور عمل مبرور متصور ہوگا۔

محترم مصنف راجہ حسن صاحب محتاجِ تعارف نہیں ہیں آپ نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں بلکہ آپ کے تمام افرادِ خاندان بھی اعلیٰ تعلیم کے زیور سے مزین ہیں۔ آپ نے درس و تدریس کے ذریعہ ہزاروں طلباء و طالبات کو زیورِ

علم سے مزین و مجلّٰی فرمادیا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو مبالغہ آرائی متصور نہ ہوگی کہ آپ کی تراش سے کئی پتھر درِ نایاب ہو چکے ہیں۔ عرصۂ دراز سے آپ کی انہیں علمی خدمات کے بناء علیہ آپ شہر بیجاپور کے اسکول و کالجس کے ٹیچرس، لکچررس، اور پروفیسرس کے اُستاد ہیں۔ انہیں وجوہات کی وجہ سے آپ کو اُستاد الاساتذہ ہونے کا اعلیٰ شرف بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مزید علمی، تحقیقی و ادبی خدمات انجام دینے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ اور نعمتِ صحت و درازیٔ عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خیر اندیش

محمد مصباح الدین قادری نقشبندی مجددی

کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد و ایم۔اے (اُردو)،

سابق معلم دار العلوم دینیہ بارگاہِ بندہ نوازؒ گلبرگہ،

(مقیم گولکنڈہ، حیدرآباد)

تقریظ

میرے اُستاد محترم جناب الحاج چودھری راجہ حسن صاحب کو میں اپنی طالبِ علمی کے زمانے سے جانتا ہوں۔ آپ اپنے شاگردوں پر بڑے شفیق و مہربان رہے ہیں۔ حضرت عین الدین گنج العلوم رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا تحقیقی مقالہ کا مسودہ میری نظر سے گذرا مجھے اس بات پر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ نے بیجاپور کے ایک معروف بزرگ کے حالاتِ زندگی اور اُن کے ارشادات و کرامات کو بڑی ترتیب کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ بے شک یہ کتاب تاریخ اولیائے بیجاپور میں ایک اضافہ ہوگی اور قدرداں حضرات اس کا مطالعہ کرنا ضرور پسند فرمائیں گے۔

آپ کو بزرگانِ دین سے کافی لگاؤ رہا ہے۔ آپ اکثر میرے والد قبلہ سجادہ نشین حضرت سید مرتضٰی قادری مرحوم کی صحبتوں میں رہے ہیں۔ والدِ قبلہ کی ذاتی لائبریری سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور اُن کی صحبت میں رہ کر بہت سارے بزرگانِ دین کے حالات وواقعات سے مستفید ہوئے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ آئندہ بھی تحقیقی سلسلہ کو جاری رکھیں گے اور علم داں حضرات کو اس سے استفادہ کرنے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر کا اجر عطاء فرمائے۔ آمین !

سید شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری

بی۔اے۔ یل۔ یل۔ بی

سجادہ نشین، اقطاب گچی محل، بیجاپور

عرضِ مصنف

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ مجھ بندۂ ناچیز کو اپنے ایک ولیٔ کامل و مجدِدِ زماں کے حالاتِ زندگی قلمبند کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ معلم ہونے کے ناطے مجھے درس و تدریس سے کافی شغف رہا ہے۔ ہر موضوع کے کتب میرے زیر مطالعہ رہیں ہیں۔ میرے خُسر محترم مرحوم جناب غلام نبی بالسنگ اُستاد صاحب اپنے زمانہ کی معروف شخصیت تھے۔ آپ ایک دانشور اور مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ بحیثیت ایک لیڈر اور فریڈم فائٹر کے قوم کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ اپنے زمانے کے اُستاد و شاعر بھی رہے ہیں۔ آپ کے ذریعہ حضرت گنج العلومؒ کے تعلق سے کافی معلومات حاصل ہوئیں ہیں۔

کچھ عرصہ قبل جب میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوا اور فرصت کے لمحات ہاتھ آئے تو تصنیف و تالیف اور ادبی تحقیق کی طرف متوجہ ہوا۔ اس دوران مجھے ایک علمی شخصیت مرحوم جناب میراں احمد الدین سید شاہ مرتضٰی قادری سجادہ نشین اقطابِ گچی محل، بیجاپور کی صحبتیں بھی نصیب ہوتی رہیں۔ آپ کی ذاتی لائبیری سے بھی مجھے کافی معلومات حاصل ہوئیں اور بہت سے اولیاء اللہ کے تذکرے میری نظر سے گذرے۔ تذکروں کے تعلق سے کسی بزرگ نے فرمایا ہے "اولیاء اللہ کے تذکرے اور اُن کا مطالعہ گویا کہ اُن بزرگوں کی صحبتوں سے مستفید ہونے کے مترادف ہے"۔

مجھے اس بات سے بزرگوں کے تعلق سے لکھنے کی تحریک ملی۔ اس طرح میں نے حضرت عین الدین گنج العلومؒ پر تحقیقی کام شروع کیا۔ آپ جُنیدیہ سلسلہ کے ایک معروف بزرگ ہیں۔ بہمنی دور سے پہلے ہی دکن میں اس سلسلہ کے بزرگوں کی آمد شروع ہوئی تھی۔ حضرت گنج العلوم، بیجاپور کے قدیم بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اصل میں بزرگانِ دین کا ہندوستان آنے کا مقصد دینِ حق کی تبلیغ واشاعت رہا۔ یہ پاک نفوس اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ اپنی گراں قدر تعلیمات، حسنِ اخلاق اور جذبۂ محبت کے ذریعہ یہاں کفر کی تاریکی کو مٹاکر دینِ حق کی شمع کو روشن کیا۔ ان حضرات کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کے ذریعے خدا نے یہاں کے باشندوں کو اسلام کی دولت سے سرفراز کیا۔ آج برِّصغیر میں تقریباً پچاس کروڑ مسلمان اس بات کا ثبوت ہیں۔ ہمیں اس بات پر بڑا افسوس ہوتا ہے ہم نے بزرگانِ دین کے اسوۂ حسنہ اور ان کی تعلیمات کو نظرانداز کردیا ہے۔

آج پھر سے ہمیں ان تذکروں اور ان کی علمی وروحانی زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ "اللہ تعالیٰ میرے اس کام کو قبول فرمائے۔" مجھے اُمید قوی ہے کہ قارئین کرام اسے ضرور پسند کریں گے۔ اور میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

میں حضرت سید شاہ مرتضٰی قادری مرحوم اور اُن کے فرزند شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری المعروف سرکار پاشاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت قاسم

قادری کچی محل وگومرسی کا شکر گذار ہوں جنھوں نے مواد کی فراہمی میں بے پناہ تعاون کیا۔

جناب پیرزادہ تاج عادلؔ صاحب، پروفیسر سید اقبال پاشاہ جاگیردار صاحب، مولانا سید شاہ مختار احمد قادری چشتی الملتانی، کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد، جانشین سجادہ نشین و متولی، درگاہ حضرت عبدالرزاق قادریؒ الملتانی المعروف تل پری تانے شاہؒ ادھونی اور مولانا محمد مصباح الدین نقشبندی کامل جامعہ نظامیہ ایم۔اے (اُردو) کا مشکور ہوں جنھوں نے میرے اس مقالہ کی ترتیب وتزئین میں میری مدد فرمائی۔

جناب عبدالغفار جانمؔ اُماپور ایم۔بی۔ایڈ (پی۔ایچ۔ڈی) پروپرائٹر رضا آفسٹ پریس اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے لئے جناب محمد علی عبدالرحمٰن ملا، کا مشکور ہوں جنھوں نے انتہائی کم وقت میں حسن صحت کے ساتھ نہایت دیدہ زیب کمپیوٹر کمپوزنگ وطباعت کی تکمیل کی۔

قارئین کرام سے گذارش کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے مواد میں اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو اور کسی صاحب کے پاس متعلقہ مواد موجود ہو تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں بعد تصحیح اُسے شامل اشاعت کیا جاسکے۔

چودھری راجہ حسن صاحب

ایم۔اے۔بی۔ایڈ
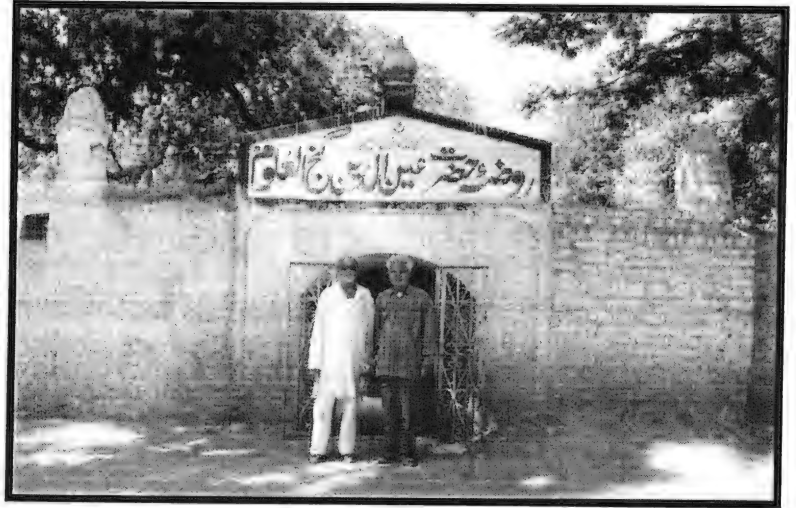
صدر دروازہ روضۂ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ

آستانۂ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدی بیجاپوریؒ

سلاطین بہمنی اور سلاطین عادل شاہی کو دینی و دنیاوی علوم، تاریخ و فلسفہ، عربی و فارسی اور دیگر ہندوستانی زبانوں سے گہرا تعلق تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے دور حکومت میں عربستان، ایران، ترکستان، عراق، شام و مصر اور دیگر مسلم ممالک سے مشہور و معروف علماء و فضلاء، شعراء و ادباء، اولیاء کرام و مشائخین عظام وغیرہ کو دعوت دی اور اُنہیں بڑے بڑے وظائف، عہدے، بڑی بڑی جاگیریں اور انعامات سے نواز کر اپنی حدودِ سلطنت میں بسایا۔ انہیں کی بدولت جنوبی ہندوستان میں اسلامی تہذیب و تمدن کا آغاز ہوا۔ اِنہوں نے اپنی علوم ظاہری و باطنی سے عوام و خواص، وزراء و سلاطین یوگی و جوگی کو بِلا تفریق مذہب و ملت، ذات پات اور رنگ و نسل کے فیض پہنچایا۔

یہ حقیقت مسلّم ہے کہ شہرِ دارُالظفر بیجاپور میں بہمنی و عادلشاہی دور حکومت کے تقریباً (۴۰۰) چار سو سے زائد بزرگانَ دین و مشائخین مدفون ہیں۔ جن میں عادلشاہی دور کے سید شاہ ابوالحسن قادریؒ، سید شاہ قاسم قادریؒ، سید شاہ مصطفےٰ قادریؒ، حضرت ہاشم پیر علویؒ گجراتی، سید عبدالرزاق قادریؒ، سید شاہ مرتضٰی قادریؒ، شیخ حمید قادریؒ، شیخ لطف اللہ شاہ قادریؒ، سید شاہ عبدالرحمٰن قادریؒ (ارکاٹ)، سید شاہ امام الدین قادری و عبدالغفور قادریؒ، حضرت سید شاہ میراں جی شمس العشاقؒ، سید شاہ برہان الدین جانمؒ، سید شاہ امین الدین اعلیٰؒ، وغیرہ ہیں، جن کے فیوض و برکات آج بھی

جاری وساری ہیں۔

بیجاپور کے قدیم اور بہمنی دور کے بزرگانِ دین و مشائخین میں حضرت حاجی رومیؒ، حضرت نصر الدین نصر اللہ دولیؒ۔ پیر معبر کھنڈایاتؒ، حضرت میر جمناؒ، حضرت پیر میٹھےؒ، حضرت پیر مقصودؒ، حضرت شیخ ابراہیم سنگانےؒ، حضرت عبداللہ الغزنی قُدس سرہٗ، حضرت شیخ الشیوخ ابوالعون عین الدین گنج العلوم قدس سیرہٗ، حضرت پیر شیخ ضیا الدین الغزنی، حضرت سید شاہ حافظ حُسنی قدس سرہ، حضرت شیخ حمزہ حُسینیؒ، حضرت شاہ حبیب اللہ کرمانیؒ، حضرت علی شہید قدس سرہٗ وغیرہم ہیں کہ جن کے فیوض سے زائرین و معتقدین سیراب ہوتے رہے ہیں۔

لہذا حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی رحمۃ اللہ علیہ بہمنی دور کے قدیم اولیاء میں سے ہیں۔ جن کا مزار شریف بیجاپور میں زبان زدعام وخاص ہے۔

حضرت گنج العلومؒ کی پیدائش

آپ کی پیدائش بوقت طلوعِ آفتاب بروز چہار شنبہ ۱۹ر ربیع الاول ۷۰۶ھ مطابق ۱۳۰۲ء میں ہوئی۔ حضرت کی والدہ کا نام رونق الدین وصیلۃ اللہ مہ خاتون بنتِ نصر اللہ جنیدی بن حامد مشفق تھا۔ حضرت کی پیدائش نوکہ نامی گاؤں میں ہوئی۔ یہ گاؤں شہر دہلی کے قریب جانب مشرق تقریباً ۳ر

کوس یعنی ۹ر میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ حضرت کے والد بزرگوار شیخ شرف الدین کی ولادت باسعادت ٦ / رجب المرجب ٦٥٦ھ میں بمقام سامانہ ہوئی۔ یہ مقام شہر دہلی کے قریب شمالی جانب چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت کے والد شیخ شرف الدین کا انتقال شہر بڑودہ گجرات میں ہوا اور وہیں پر ان کا جائے مدفن ہے۔

والد محترم کے وصال کے وقت حضرت گنج العلوم کی عمر ڈیڑھ سال (1 $\frac{1}{2}$) اور والدہ محترمہ کے انتقال کے وقت چار (4) سال تھی۔ غرض

حضرت گنج العلوم بچپن ہی میں یتیم ویسیر ہو گئے۔ لہٰذا ان کی پرورش کی ذمہ داری ان کے دو بڑے بھائیوں کے کندھوں پر پڑی جن کے نام رفیع الدین محمد جنیدی اور معین الدین محمد جنیدی ہیں۔ حضرت گنج العلوم کے دو بھائیوں کے علاوہ دو بہنیں بھی تھیں جن کے اسماء گرامی بی بی مسعودہ اور بی بی حمیراء ہیں۔ حضرت گنج العلوم اپنے تمام بھائی، بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

حضرت کی پیدائش کے وقت دہلی میں سلطان علاؤ الدّین خلجی کی حکومت تھی۔ حضرت کے والد شیخ شرف الدین جُنیدی خلجی سلطنت کے ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھے پھر کچھ عرصے کے لئے دہلی کے قریب سامانہ خطہ کے شہر نوکہ کے حاکم بھی رہ چکے تھے۔

نسب نامۂ حضرت گنج العلومؒ

حضرت سید محی الدین قادری بن سید محمود قادری گچی محل صدر چوکھنڈی بیجاپور نے اپنی کتاب " **مجموع الانساب** " میں حضرت کا نسب نامہ حسبِ ذیل تحریر کیا ہے۔

(۱) شیخ العالم مخدوم شیخ عین الدین محمد ابو العون جنیدی
(۲) بن شیخ شرف الدین محمد متقی بلہوی
(۳) بن شیخ سعد الدین اسماعیل اواب جنیدی
(۴) بن شیخ شرف الدین ہیبت اللہ قانع
(۵) بن امام سعد الدین اسماعیل مُسند جنیدی
(۶) بن شیخ امام معین الدین محمد زاہد
(۷) بن اِمام منہاج الدین ابو محمد مشہدی
(۸) بن شیخ ظہیر الدین ابو الحسن معلّٰی ماسرجی
(۹) بن ابو عبدالرحمٰن محمد سلمہ نیشاپوری جنیدی
(۱۰) بن ابو سعید حُسین قریشی
(۱۱) بن ابو الخیر اسماعیل
(۱۲) بن ابو عمران مجید
(۱۳) بن سید الطائفہ رئیس القوم ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۴) بن ابو محمد عمران کبیر

(۱۵) بن ابو عبداللہ ہنامی حبیب ثالث
(۱۶) بن ابو صفا شیبان راعی
(۱۷) بن ابو سلیم حبیب ثانی راعی
(۱۸) بن ابو حبیب سلیم کوفی (استاد امام شافعیؒ)
(۱۹) بن عبدالرحمٰن سلمہ تابعی
(۲۰) بن ابو عبداللہ حبیب صحابی (معلم اِمام حسنؓ و اِمام حُسینؓ)
(۲۱) بن ابو حبیب سلیم
(۲۲) بن ابو سلیم عبداللہ
(۲۳) بن ابو عبداللہ سلیم
(۲۴) بن عبد مناف جدِّ کلاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

لہٰذا حضرت گنج العلوم کا سلسلہ نسب حضرت سید الطائفہ رئیس القوم ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تیرھویں پشت میں جا ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شرف الدین بلہوی جنیدی ہے۔

تعلیم و تربیت

چونکہ حضرت گنج العلوم بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے لہٰذا ان کے بھائی بہنوں نے ان کی پرورش میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے نو (۹) سال کی عمر میں قران مجید حفظ کیا۔ آپ نے ۷۱۵ھ میں قصبۂ جالور تشریف لئے گئے جہاں پر شیخ شہاب الدینؒ کی صحبتِ بابرکت میں رہ کر مزید قرانی تعلیم

حاصل کی۔ دس (۱۰) سال کی عمر میں کتابت وخوش نویسی کی تعلیم حضرت سید منہاج الدین تمیمی انصاری (حسن آباد گلبرگہ) سے بمقام کنور جو کہ شہر دہلی سے چار میل کے فاصلے پر واقع تھا، حاصل کی۔ حضرت اسماعیل کلانوری اور ان کے فرزند امام ابراہیم سے بمقام کاسانہ علم لغت سے آراستہ ہوئے اور امام قوام الدین جالندھری سے بھتوارہ میں علمِ صرف و نحو کو حاصل کیا۔ ضلع دیوگری کے مشرق میں قصبہ ہیرولی واقع ہے۔ جہاں پر امام افتخار کوجھی سے علم فقہ واصول کی تعلیم سے فیض یاب ہوئے۔ دولت آباد میں سید السادات حضرت علاؤالدین حُسینی جیوری سے مفتاح اور کشّاف کی تعلیم سے سیراب ہوئے علاوہ ازیں ہیرولی میں شیخ حسین مومن، سگر اور بیجاپور میں سیاح شیخ شہاب الدین محمد شیروانی، کاسہ میں سید ظہیرالدین تندولی اور امام خالدی، پھر سگر میں حضرت جھجو جوہری جن کی عمر ۱۲۹ سال تھی وغیرہ علماء دین کے زیر تربیت رہ کر دینی ودنیوی، ظاہری وباطنی علوم سے استفادہ کیا۔

نیز مزید تحصیل علم کے لئے آپ نے گجرات کا بھی سفر کیا جہاں بڑے بڑے علماء وفضلاء، صلحاء ومشائخین کی صحبتوں میں رہ کر اسلامی فلسفہ، فقہ وغیرہ کی تعلیم سے مزیّن ہوئے۔

بہمنی سلاطین گلبرگہ کی تاج پوشی
اور حضرت سے ان کی عقیدت

تغلق خاندان کے مشہور بادشاہ محمد تغلق نے دہلی کے بجائے دیوگری

کو اپنا دوسرا پائے تخت بنا کر دکن کو کئی صوبوں میں تقسیم کر کے وہاں پر صوبیدار و گورنروں کو مقرر کیا۔ محمد تغلق کی غیر موجودگی میں دکن کے کئی گورنروں نے تغلق کی ماتحتی کا جُوا اُتار پھینکا۔ جس سے جنوبی ہند میں سیاسی اقتدار کا ایک نیا نظام ظہور پذیر ہوا۔ تغلق نے قدیم امراء کی جگہ کم تر درجہ کے نئے امراء کو مقرر کیا۔ جنھوں نے حکومت کے نظام میں محصولِ خراج و فوجی کمانڈر "امیران صدا" کی حیثیت سے اپنے اپنے حلقوں میں تقریباً آزاد تھے۔ مذکورہ امیرانِ صدا اپنی جان وعزت کی حفاظت کی خاطر علاؤالدین ملک شاہ، حسن گنگو احمد اور محمد وغیرہ کی سرکردگی میں ایک کامیاب انقلاب برپا کیا اور ۷۴۶ھ مطابق ۱۳۴۶ء میں ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ان دکنی امراء نے ابوالفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ کو اپنا سلطان منتخب کر کے اپنے انقلاب کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ بعد اسماعیل شاہ نے تختِ سلطنت سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا تو فوج اور عوام نے علاؤالدین حسن گنگو کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ علاؤالدین حسن گنگو بہمنی کی رسم تاج پوشی بروز جمعہ ۲۴/ ربیع الثانی ۷۴۷ھ مطابق ۳/ ستمبر ۱۳۴۷ء میں دولت آباد میں بمقام مسجد قطب الدین مبارک شاہ خلجی منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت گنج العلوم، حضرت شیخ سراج الدین محمد جُنیدیؒ اور دیگر مشائخین وامراء شریک تھے۔ حسن گنگو کی پیدائش ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں ہوئی اور انتقال یکم ربیع الاول ۷۵۹ھ مطابق ۱۱/ فروری ۱۳۵۸ء میں ہوا۔ اسی بادشاہ نے گلبرگہ کو اپنا

آستانۂ حضرت شیخ رکن الدین جنیدی المعروف شیخ سراج الدین جنیدیؒ
گلبرگہ، کرناٹک

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

پایۂ تخت مقرر کیا۔ اُسی خاندان کے دیگر چار سلاطین محمد شاہ بہمنی، مجاہد شاہ بہمنی، داؤد شاہ بہمنی اور سلطان محمد دوم نے بھی حضرت گنج العلوم کے روبرو تخت نشین ہوئے۔ ان تمام سلاطین کو حضرت گنج العلوم و شیخ سراج الدین جنیدی سے خاص عقیدت وارادت تھی۔ جب کبھی یہ بزرگ دربار میں وارد ہوتے تو بادشاہِ وقت بڑی ہی تعظیم و تکریم سے ان کا استقبال کرتے اور تخت سے اتر کر ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اپنے بازو جگہ دیتے تھے۔

سگر (عین آباد) میں قیام

تقریباً دس (۱۰) سال دولت آباد میں سکونت اختیار کر کے حضرت گنج العلوم ۷۳۷ھ میں بمقام سگر (عین آباد) میں تشریف لائے۔ یہاں پر انھوں نے تقریباً ۳۵/ سال تک قیام کیا اور اپنی بیشتر تصانیف دورانِ قیام سگر ہی میں سپرد قلم کی ہیں۔ یہاں پر اپنے علومِ ظاہری و باطنی سے ہر خاص و عام کے دلوں کو منور کیا۔ حضرت کی دو بیویاں اور ایک فرزند یہیں پر مدفون ہیں۔ آپکی ایک مدفون زوجہ کا نام حضرت ناز بی بی بنت شیخ سراج الدین جنیدی بن شرف الدین جنیدی اور فرزند کا نام حضرت علاؤ الدین علی ابو الحسن تھا۔ مجاہد بزرگ اسد الاولیاء حضرت صوفی سرمستؒ کا گنبد پہاڑ کی بلندی پر واقع ہے۔

محمد بن سالم، علیا چین اور فخر و الدین مہرور نے ۷۵۶ھ مطابق

۱۳۵۲ء میں سگر مقام پر حسن گنگو بہمنی کے خلاف علم بغاوت بلند کی تھی۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے حسن گنگو سگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور تین (۳) دِن میں وہاں پہنچ گیا۔ محمد بن سالم نے سلطان حسن گنگو کی آمد کی خبر سنی تو فوراً ہتھیار ڈال کر معافی چاہی، بادشاہ نے اس کی جان بخش دی۔ پھر مزید ۳/ دن قیام کے دوران انہوں نے اپنا خیمہ حوضِ شاہ کے کنارے لگا کر حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم اور دیگر بزرگوں کو مدعو کر کے بہت سے قیمتی تحائف پیش کئے۔ پھر کئی دِن سگر میں رہ کر ساری بدامنی اور شورش کا خاتمہ کر دیا۔

❁❁❁ شہر بیجاپور میں آپ کی آمد ❁❁❁

حضرت گنج العلومؒ تقریباً ۳۵/ سال سگر میں رہ کر بیجاپور کو ۷۷۳ھ میں تشریف لائے۔ اور تا حیات بیجاپور میں ۲۲/ سال قیام فرمائے۔ اُس وقت بیجاپور کا علاقہ بہمنی سلطنت کے فرمان روا سلطان محمد اول (۷۵۹ تا۷۷۶) کے زیر سلطنت تھا۔

✪✪✪ بیعت و خلافت ✪✪✪

حضرت گنج العلوم قدس سرہٗ کے روحانی مرشد اور پیر طریقت حضرت سید خواجہ میر علاؤالدین حُسینی جیوریؒ تھے۔ جو اُس وقت دہلی کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ حضرت گنج العلوم اپنے پیر طریقت کے زیر تربیت تمام سلوک کے منازل طے کر کے مقامِ قربِ خدا پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ صدر

الدین دولت آبادی"، حضرت شیخ شمس الدین محمد لامغانی گلبرگوی (مدفن گلبرگہ) بھی حضرت گنج العلوم کے استادِ مربّی اور شیخ صحبت تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر انہوں نے بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت شیخ منہاج الدین تمیمی انصاری حسن آبادی (گلبرگہ) بھی حضرت کے ساتھ توجۂ مرحمانہ ملحوظ رکھتے تھے۔

◆◇◆ دہلی سے دولت آباد منتقلی ◆◇◆

دہلی میں سلطان علاؤالدین خلجی (۱۲۹۵ء تا ۱۳۱۶ء) کے بعد سلطان قطب الدین مبارک خلجی (۱۳۱۶ء تا ۱۳۲۰ء) کی سلطنت کو غیاث الدین تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۳۲۴ء) نے قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ غیاث الدین تغلق کے بعد اس کا لڑکا الغ خاں محمد بن تغلق (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) کے نام سے تختِ دہلی پر جلوہ افروز ہوا۔ اس وقت دکن کا تقریباً سارا علاقہ اس کے قبضہ میں تھا۔ اس نے تمام سلطنت کو ۳۲ صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ جن میں جاج نگر (اُڑیسہ) مرہٹہ (مہاراشٹر) تلنگ (تلنگانہ)، بیدر، کمپلی (بجینگر)، دوار سمدر (میسور) اور مالوہ اس کے جنوبی صوبے تھے۔ ساری سلطنت کی مرکزیت سلطان کے ہاتھ میں تھی۔ انتظامِ سلطنت میں سہولت کے لئے اس نے ۱۳۲۷ء مطابق ۷۲۷ھ میں دہلی کے علاوہ دیوگری (دولت آباد) کو بھی اپنا دوسرا دارالسلطنت مقرر کیا۔ پھر اپنے سارے حکام، فوج، علماء و مشائخین کو بھی دہلی سے دیوگری منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت

گنج العلومؒ بھی مع دوسرے علماء و مشائخین کے ساتھ دیوگری کو ۱۳۲۸ء میں تشریف لائے۔ دیوگری کو تشریف لانے والے مشائخین میں

(۱) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز (پیدائش دہلی ۱۳۲۱ء) مع اپنے والد سید یوسف راجو قتالؒ کے شامل تھے۔ دولت آباد میں اپنے والد سید راجو قتال حُسینی کے انتقال کے بعد خواجہ بندہ نواز پھر دہلی واپس چلے گئے۔ علوم ظاہری وباطنی سے مستفید ہو کر دہلی سے ۱۳۹۸ء میں بہمنی سلطنت کے فرماں روا سلطان تاج الدین فیروز شاہ کے عہد میں گلبرگہ تشریف لائے۔

(۲) حضرت محمد شیخ سراج الدین جنیدیؒ (متوفی ۱۳۸۰ء مطابق ۷۸۱ھ) بھی دہلی سے دولت آباد منتقل ہونے والوں میں شامل تھے۔ اِن کی پیدائش پیشاور میں ۶۷۰ھ میں ہوئی۔ دولت آباد سے ۷۸۱ھ مطابق ۱۳۳۰ء میں بیجاپور ہوتے ہوئے گلبرگہ تشریف لائے۔ آپ نے ۱۱۱/ سال عمر پائی۔ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی اور حضرت گنج العلوم بہمنی دورِ حکومت کے مشہور صوفیوں میں سے تھے

(۳) حضرت شیخ علاؤالدین انصاری اللہ شریف (پیدائش ۳۰/ ربیع الثانی ۷۲۰ھ بمقام کیلوکھڑی، دہلی) مع اپنے والد فخر الدین انصاری اور آپ کے دادا حضرت تاج الدین انصاری دولت آباد میں وارد ہوئے۔ حضرت کی والدہ کا نام حضرت بی بی رانی خورد تھا۔ دولت آباد کے ابتدائی قیام میں آپ کی عمر شریف تقریباً ۸ سال تھی۔ دہلی سے دکن کی طرف حضرت قنبر انصاری ۷۲۱ھ میں

مراو اجھیر چندیری۔ بڑودہ، کھمبایت مالوہ، دولت آباد خلد آباد، قندھار، عثمان آباد اور گلبرگہ ہوتے ہوئے بہمنی سلطنت کے سلطان محمد اول (۱۳۵۸ء تا ۱۳۷۵ء) ابن علاؤالدین حسن گنگو بہمنی کے عہد ۷۶۱ھ میں اللہ تشریف لائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ۲۷/ رجب المرجب ۷۸۳ء کو اللہ شریف میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ تاحیات ناڑبند (مجرّد) رہے۔

حضرت گنج العلومؒ کے ازواج

مجموع التواریخ مصنف سید محی الدین قادری سجادہ نشین گچی محل، بیجاپوری، باب حالات شیخ العالم گنج العلوم میں لکھتے ہیں کہ آپ کی جملہ چار بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی کا نام نازبی بی بنت شیخ سراج الدین جنیدی مدفن گرچی ابن شرف الدین ملک داد جنیدی تھا۔ حضرت شیخ تاج الدین بن شیخ سراج الدین مدفن (گرچی) اور حضرت مخدوم شیخ رکن الدین بن شیخ سراج الدین جنیدی (مدفن گلبرگہ) کی یہ بہن تھی۔ حضرت گنج العلوم کی تمام اولاد انہی محترمہ کی بطن سے تھیں۔ نازبی بی اور ایک دوسری زوجہ سگر میں مدفون ہیں۔ حضرت گنج العلوم کے دیگر دو بیویاں بیجاپور میں حضرت کے روضہ مبارک کے بائیں میں مدفون ہیں۔

حضرت گنج العلومؒ کی اولاد

حضرت کی زوجہ نازلی بی کے بطن سے کل سات لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں کم سنی میں ہی انتقال کر گئیں۔ لمبی عمر پانے والے دو فرزندوں کے نام حضرت علاؤ الدین ابو الحسن اور حضرت شرف الدین حسن ابو الغوث تھے۔ دراز عمر پانے والے دختران کے نام (۱) خاصۃ الدین (۲) حلاوۃ الدین (۳) رونق الدین (۴) خوندماں حافظہ تھیں۔ حضرت کی دختر حلاوۃ الدین کا عقدِ مسعود شیخ ناصر جنیدی بن شیخ تاج الدین جنید بن شیخ سراج الدین جنید مدفن کرچی سے ہوا تھا۔ دختر حلاوۃ الدین کے بطن سے ابو بکر زمان الدین نصر للہ تھے۔ اِن کے بیٹے کا نام شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کرجگی ہے۔ شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کرجگی کے فرزند کا نام شیخ احمد المعروف مخدوم بزرگ کرجگی ہے۔ یہ دونوں حضرات مہاراشٹرا اسٹیٹ کے جت تعلقہ کے کرجگی گاؤں میں ایک بڑے گنبد میں مدفون ہیں۔ ان کا عرس مبارک ہر سال ۲۱/ ربیع الاول کو ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ کرجگی تعلقہ جت میں مرجعِ خلائق ہے۔ موجودہ سجادہ نشین شیخ جنید پاشاہ عرف نثار احمد ہیں۔ حضرت شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کرجگی و شیخ رکن الدین المعروف محمد سراج الدین جنیدی گلبرگہ و حضرت جنید ثانی بیجاپوری اور حضرت گنج العلوم بیجاپوری ایک ہی جد حضرت امام سعد الدین اسمٰعیل جنیدی سے ہیں جو عین الدین گنج العلوم کی پانچویں پشت کے جد اعلیٰ ہیں جن کا سلسلۂ نسب حسبِ ذیل ہے
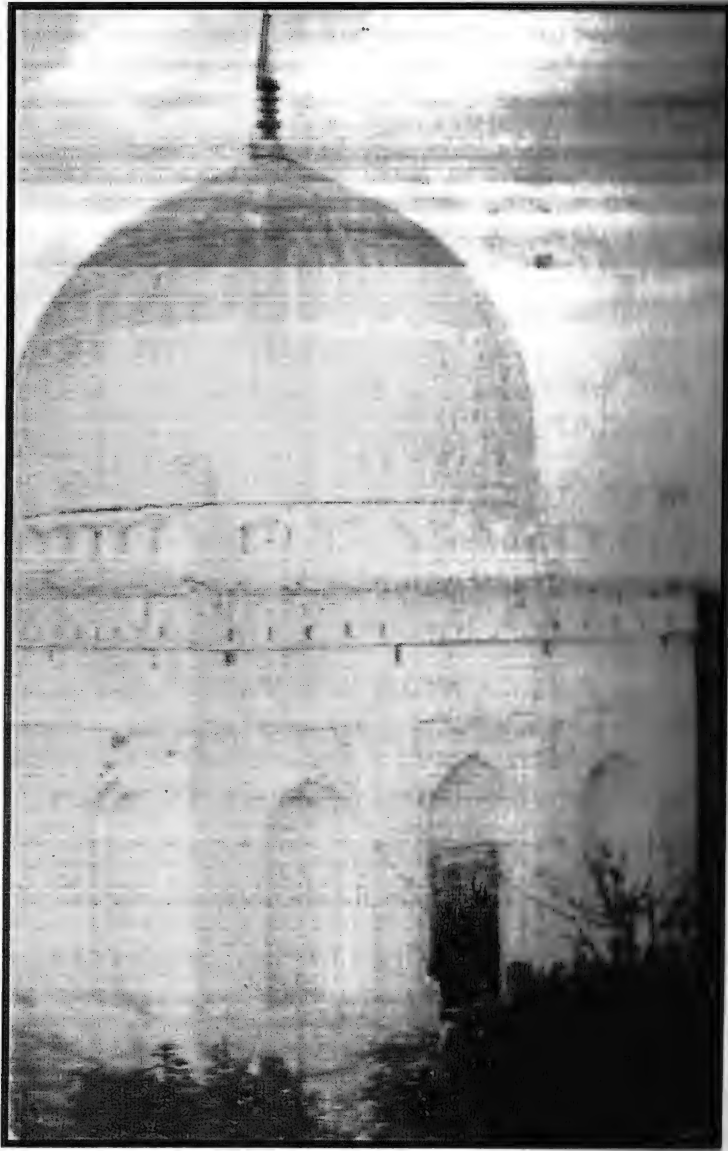
آستانہ حضرت شیخ مخدوم بزرگ المعروف شیخ احمد خواجہ جنیدؒ،
کرجگی، تعلقہ جت، ضلع سانگلی، مہاراشٹرا

۵) حضرت اِمام سعد الدین اسماعیل جُنیدیؒ

۴) اِمام شرف الدین ہیبَت اللہ قانعؒ

۳) شیخ سعد الدین اسماعیل اواب جُنیدیؒ

۲) شیخ شرف الدین محمد متقی بلہویؒ

۱) حضرت مخدوم شیخ عین الدین گنج العلومؒ بیجاپور
(زوجہ نازلی بی دختر شیخ سراج الدین جُنیدی
مدفن کوڑچی)

۱) حامد مشفق حمید الدین جُنیدیؒ

۲) شرف الدین ملک داد جُنیدیؒ

۳) سراج الدین جُنیدی المعروف
شیخ سراج الدین جُنیدیؒ
مدفن گُڑچی (کرناٹک)

آپؒ کی اولاد

۱) دختر نازلی بی زوجہ گنج العلوم بیجاپور

۲) فرزند اول مخدوم شیخ رکن الدین
العروف شیخ سراج الدین جُنیدی
مدفن گلبرگہؒ

۳) فرزندِ دوم شیخ تاج الدین
جُنیدیؒ، مدفن گُڑچی

فرزندِ دوم شیخ تاج الدین جُنیدیؒ، مدفن گُڑچی کی اولاد

۱) شیخ ناصر الدین جنیدی بن شیخ تاج الدین جُنیدی
(آپؒ کی زوجہ کا نام حلاوۃ الدین بنت گنج العلوم، بیجاپور)

۲) شیخ ابوبکر زمان الدین نصر للہ (نواسہ حضرت گنج العلوم، بیجاپور)

۳) شیخ سراج الدین مخدوم جُنیدی، مدفن کرجگی تعلقہ جت، مہارشٹرا
(پڑنواسہ حضرت گنج العلومؒ ، بیجاپور)

۴) شیخ احمد المعروف مخدوم بزرگ کرجگی ، مدفن کرجگی تعلقہ جت، مہارشٹر

آپ کی اولاد

۱) حضرت شیخ میاں محمد جُنیدی ۲) حضرت شیخ عمر جُنیدی

شیخ میاں محمد جُنیدی کی اولاد

۱) شیخ میاں عبداللہ جُنیدی ۲) مستورہ بی بی ۳) خدیجہ بی بی برقعہ پوش

شیخ میاں عبداللہ جُنیدی کی ااولاد شیخ احمد جُنیدی ثانی، بیجاپوری ہیں

حضرت عین الدین گنج العلوم
کے لمبی عمر پانے والے بچوں کے نام

۱) شیخ علاوالدین ابو الحسن جُنیدی
(خلیفہ اول شیخ گنج العلوم اور داماد تمیم انصاری گلبرگہ، مدفن سگر)

۲) شیخ شرف الدین حسن ابو الغوث جُنیدی
(مرید و خلیفہ، حضرت گنج العلوم)

۳) خاصۃ الدین

۴) حلاوۃ الدین
(زوجہ شیخ ناصر الدین جُنیدی بن شیخ تاج الدین جُنیدی
بن شیخ سراج الدین جُنیدی، مدفن گُڑچی)
حلاوۃ الدین کے فرزند شیخ ابوبکر امان الدین نصر للہ جُنیدی اور
آپ کے فرزند شیخ سراج الدین مخدوم جُنیدی اور ان کے فرزند
شیخ احمد المعروف مخدوم بزرگ مدفن کرجگی

۵) رونق الدین صاحبہ

۶) خوندمان حافظہ صاحبہ

حضرت گنج العلوم کی دختر رونق الدین کو شیخ عبدنامی ایک فرزند تھے۔ دختر خوند ماں حافظہ صاحبہ ولئ کاملہ، حافظ قران اور اپنے وقت کی رابعہ بصری تھیں۔ یہ بھی صاحب اولاد تھیں۔ ان کا مزار شریف حضرت گنج العلوم کے گنبد کے باہر مشرقی جانب واقع ہے۔

حضرت شیخ جنیدؒ ثانی بیجاپوری

آپ حضرت شیخ سراج الدین مخدوم جنیدی کرجگی کی اولاد سے ہیں۔ جن کا نسب پدری حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم خواجہ جنید بغدادیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا مزار شریف گیان باؤلی محلّہ، بیجاپور میں مشہور زیارت گاہ ہے اور مرقد پر گنبد تعمیر ہے۔ آپ کی اولاد موضع کرجگی میں کثرت سے ہیں جو حضرت عین الدین گنج العلوم کی دختر نیک اختر حلاوۃ الدین کی اولاد سے ہیں۔ حضرت شیخ جنید ثانی رحمۃ اللہ بیجاپوری کی اولاد اِس وقت آپ کے گنبد کے احاطہ میں قیام پذیر ہیں موجودہ سجادہ نشین شیخ الطاف حسین بن شیخ منجلے صاحب جنیدی ہیں۔

حضرت علاوالدین علی ابوالحسنؒ

آپ حضرت گنج العلوم کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۲/ رجب المرجب ۷۳۲ھ شبِ دوشنبہ ہوئی۔ آپ جید عالم، حافظ قران، اور خوش الحان اور محبّ الفقراء تھے۔ غریبوں اور ناداروں کو دوست رکھتے تھے۔ آپ اپنے

آستانہ حضرت جنید ثانی، گیانگ باوڑی، بیجاپور
(پوتے حضرت مخدوم جنید، کرجگی)

والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اپنے خُسر حضرت منہاج الدین تمیمی انصاری گلبرگوی کی خدمت میں رہ کر فیوضاتِ ظاہری و باطنی کو حاصل کئے۔ آپ کی وفات ۴ ر صفر ۷۶۹ھ بروز چہار شنبہ بمقام سگر (عین آباد) ہوئی۔ آپ سگر میں ہی مدفون ہیں۔

حضرت شرف الدین حسن ابو الغوثؒ

آپ بھی حضرت گنج العلوم کے فرزند ہیں۔ بڑے ہی متقی و پرہیز گار تھے۔ علم فقہ اور صرف و نحو کے عالم تھے۔ دِن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ فقراء و غرباء و صلحاء سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے والد حضرت گنج العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کو ۳ بیٹیاں تھیں۔ تمام صاحب اولاد تھیں۔ آپ کی پیدائش ۸ ر ذالقعدہ ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ اپنے والد کے انتقال کے چند سال بعد آپ کی وفات بیجاپور میں ہوئی۔ اپنے والد کے روضہ کے احاطہ میں گنبد کے باہر شیخ بدر الدین کی قبر کے متصل آپ کی قبر ہے۔

حضرت گنج العلوم قدس سرہ کے فرزندوں اور دختروں کی اولاد سگر، بیجاپور، کرجگی، گلبرگہ اور احمد نگر میں سکونت پذیر ہیں۔

◆❖◆ حضرت کے شاگرد اور خلفاء ◆❖◆

اُس وقت کے اکابر علماء و صلحاء اور مشائخین آپ کی شاگردی و صحبت حاصل کرنے کو باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ آپ کے شاگرد و خلفاء کی تعداد کثیر

تھی۔ ان میں مشہور و معروف کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) سلطانِ دکن حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قُدس سرہ العزیز آپ کے شاگردوں میں شریک ہونے کی روایت حدِ تواتر کو پہنچتی ہے (حوالہ ترجمہ روضۃ الاولیاء، بیجاپور)۔ بحکم سلطان محمد تغلق جب مشائخین کا قافلہ ۱۳۲۸ء میں دہلی سے دولت آباد پہنچا تو اس وقت حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی عمر شریف تقریباً ۷ ر سال اور حضرت گنج العلوم کی عمر تقریباً ۲۱ ر سال تھی۔ ممکن ہے کہ دولت آباد کے قیام کے دوران حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کو حضرت خواجہ عین الدین گنج العلوم کی شاگردی کا موقع ملا ہو۔

(۲) حضرت شیخ زین الحق دولت آبادی کے والد بزرگ حضرت شیخ حُسین قدس اللہ العزیز آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے ۲۷ ر شعبان ۷۵۰ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ خلد آباد میں مدفون ہیں۔ آپ کے گنبد کے اطراف دو احاطے ہیں۔ پہلے اِحاطہ میں گنبد سے ملی ہوئی مسجد ہے۔ دوسرے اِحاطہ میں بارہ دری کی کمانیں ہیں۔ (۳) حضرت شیخ ابراہیم سنگانے قدس اللہ سرّہٖ آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے بھی حضرت سے استفادہ کیا۔ آپ دولت آباد سے نکل کر بیجاپور تشریف لائے۔ ۱۴ ر محرم ۷۵۳ء میں انتقال فرمائے۔ پہلے آپ کو شہر پناہ کے باہر بہمن ہلی دروازہ کے باہر شمالی قبرستان میں دفنایا گیا۔ نقل ہے کہ علی عادل شاہ اول (۹۶۵ھ تا ۹۸۸ھ) کے زمانہ میں آپ کی تابوت اور لاش کو یہاں سے نکال کر دو کوس کے فاصلہ پر موضع ارکیری میں دفنایا گیا۔ اب آپ کی زیارت گاہ موضع ارکیری ہی ہے۔ آپ کے دو فرزند شیخ

سعد الدین اور شیخ صدر الدین اپنے والد کی پہلی قبر کے قریب شمالی قبرستان میں مدفون ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کی لاش کو موضع ارکیری میں دفنانے کی وجہ یوں منقول ہے کہ علی عادل شاہ اول کے دور میں رافضی لوگ آپ کے مزار کے اطراف واکناف آکر بس گئے تھے۔اور مزار کی بے حرمتی کرتے تھے۔اس لئے آپ نے بادشاہِ وقت کے خواب میں آکر کہا کہ مجھے یہاں سے نکال کرارکیری گاؤں میں دفنایا جائے۔ پھر یہی خواب علی عادل شاہ اول کو بھی ہوا۔ لہذا بادشاہ کے حکم سے آپ کی قبر کھود کر آپ کی لاش کو نکالا گیا ۔آپ کو پردہ کئے ہوئے ۲/ سو سال کا عرصہ بیت گیا تھا مگر آپ کی لاش جیسے کے ویسی ہی تھی۔چہرے پر مسکراہٹ اور پیشانی پر پسینہ آرہا تھا۔آپ کی لاش کو جلوسِ جنازہ کی شکل میں لے جاکر نمازِ جنازہ ادا کرکے ارکیری میں دفنایا گیا۔ حضرت ابراہیم سنگانی کے کل چھ بیٹے تھے۔ مگر چار بیٹوں کے نام (۱) شیخ نور الدین محمد (۲) شیخ نظام الدین (۳) شیخ محمد (۴) شیخ وجہہ الدین ابو بکر سنگانی اصغر ہیں۔ حضرت شیخ سنگانی کے بڑے بھائی کا نام شیخ وجہہ الدین سنگانی اور بہن کا نام فاطمہ تھا۔ شیخ وجہہ الدین سنگانی کے دو بیٹے تھے جن کے نام شیخ عماد الدین احمد سنگانی اور شیخ نصر الدین سنگانی تھا۔ یہ تمام کے تمام حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۴) حضرت اِمام عبداللہ ابوالقاسم غزنوی ابن ابی القاسم بھی حضرت سے بیعت وخلافت لیکر کمالاتِ ظاہری وباطنی سے مشرف ہوئے۔ان کی پیدائش

روضۂ حضرت شیخ ابراہیم سنگانے قدس اللہ سرّہ ٗ
موضع ارکیری، تعلقہ بیجاپور

مزار شریف حضرت شیخ ابراہیم سنگانے قدس اللہ سرّہ ٗ
موضع ارکیری، تعلقہ بیجاپور

بصرہ میں موضع دُبہ میں ۸۴۷ھ میں ہوئی۔ دُبہ سے ہجرت کر کے ۳۷ھ میں بیجاپور تشریف لائے۔ حضرت گنج العلوم کی صحبت ہی میں رہ کر علم فقہ، صرف، نحو اور علم حساب وغیرہ اچھی طرح سے سیکھا۔ ہمیشہ فقراء وضعیفوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ اوراد و اذکار میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا وصال ۷/ رجب المرجب ۹۳ھ بمقام بیجاپور ہوا۔ آپ کا مرقد شریف حضرت گنج العلوم کی درگاہ شریف کے باہر مغربی جانب واقع ہے۔ مرقد پر چھوٹی قُبہ ہے۔

(۵) حضرت پیر شیخ ضیاالدین غزنیؒ بھی بیجاپور کے قدیم اولیاء میں سے ہیں۔ نقل ہے کہ آپ غزنی کے شہزادے تھے۔ دُنیوی بادشاہت سے دِل اُکتا گیا تھا۔ اس لئے شہزادگی سے کنارہ کش ہو کر رجوع الی اللہ ہوئے اور ہندوستان آکر دکن میں حضرت رکن الدین المعروف محمد سراج جُنیدی گلبرگہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے فیوض باطنی و ظاہری حاصل کئے۔ پھر بحکم شیخ بیجاپور تشریف لائے۔ حضرت گنج العلومؒ کی صحبت میں رہ کر آپؒ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ کا روضہ حویلی محلّہ کے قریب پی۔ ڈی۔ جے کالج کے کھیل کے میدان کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۲/ شعبان کو ہوتا ہے۔

(۶) حضرت شیخ مصطفےٰ جنیدی بن شیخ علی سجادہ نشین و خلیفہ حضرت عین الدین گنج العلوم کو عادل شاہی سلطان محمد عادل شاہ نے ۱۶۴۳ء میں انڈی تعلقہ کے ایک دیہات تانبا میں کچھ زمین درگاہ کے اخراجات و روزمرہ کے خرچ
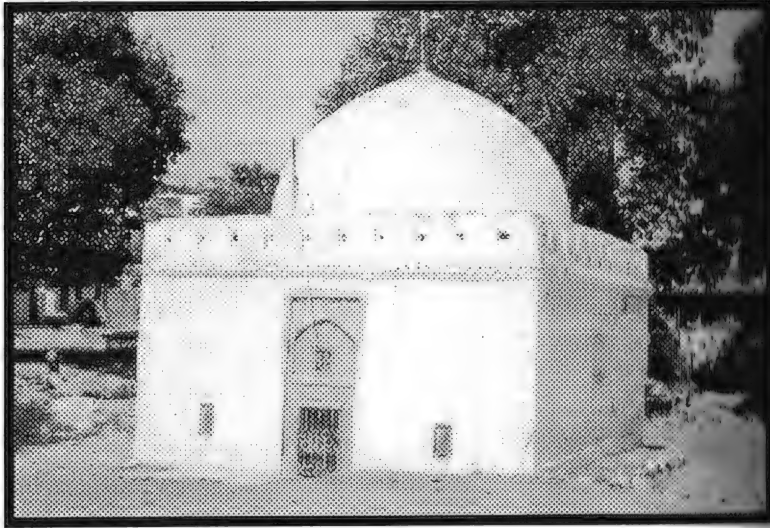
(1)
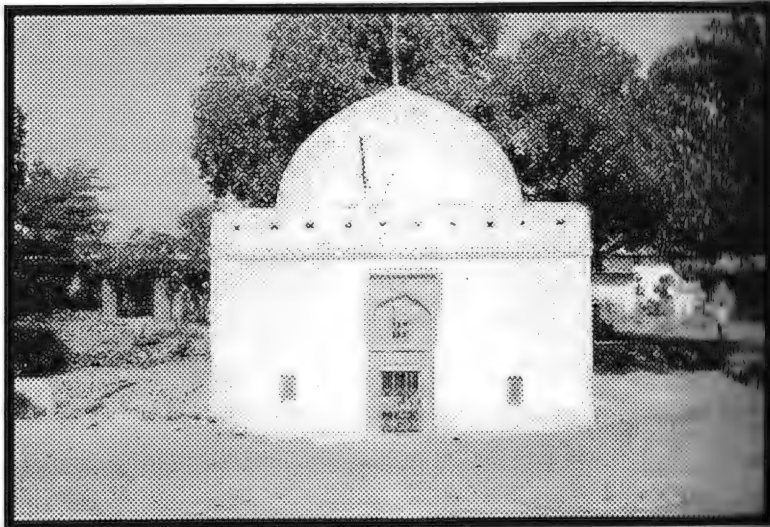
(2)

روضۂ حضرت پیر شیخ ضیاء الدین غزنیؒ، بیجاپور۔

تصویر (1) اور (2)

کے لئے بطور انعام دی تھی۔ ان کا مزار حضرت کے گنبد کے جانب پائین صف آخر دروازہ شاک کے قریب موجود ہے۔

(۷) حضرت محمد جُنید سجادہ نشین و خلیفہ حضرت گنج العلوم کو علی عادل شاہ ثانی نے ۱۶۷۱-۷۲ء میں برائے معاش واخراجاتِ درگاہ کے لئے تانبادیہات میں کچھ اراضی بطور انعام دی تھی موضع تانباب تعلقہ انڈی، ضلع بیجاپور میں واقع ہے۔

حضرتؒ کے تصانیف

حضرت گنج العلوم ۱۳۲ کتابوں کے مصنف ہیں۔ بحوالہ بُستانُ العارفین ان کی چند مشہور تصانیف کی فہرست حسبِ ذیل ہے

۱) **علم تفسیر:۔** ممالک التنزیل، اِقراء، واضح، خمایر تلقیف، مکشاف، شرح کشاف، محسوب، تبیان، اور تالیف وغیرھا

۲) **علمِ قرأت:۔** رموز، توطین، تحصیل، تکمیل، توضیح، تفصیل الفواصل، وغیرھا

۳) **علمِ حدیث:۔** روایت، اشارت، معتمد، وغیرہ

۴) **علمِ کلام:۔** منظور، مرغوب، وغیرہ

۵) **علمِ اصول:۔** ممہد، تاسیس، مؤسس وغیرہ

۶) **علمِ فقہ:۔** اساس الاسلام، اس مسین، مفہومہ، وغیرہ

۷) **علمِ سلوک:۔** مصداق، اطوار الابرار، منظر، ترجمہ منظومہ، شواہد مشرّح، مترجم اقوات الاوقات، میقات، اوقات جوامع موائد، تعدید معدود، شرح سید السادات، عطایا شرح وصایا، خطبۃ الاطوار وغیرھا

۸) **علمِ نحو:۔** تلمیح، لہنہ

۹) **علمِ صرف:۔** تلویح، لقمہ، وزنہ اوزان، وغیرہ

۱۰) **علمِ لغت:۔** تصحیح مصحّح مقرب، اخیاس، مثلث

۱۱) **علمِ انساب:۔** شجرہ مبارکہ، جمیع الانساب، مجموعہ موجز، وغیرہ

۱۲) **علمِ تاریخ:۔** ادوار التاریخ، اطباق، اوصافِ الحاق التلخیص، تلخیص طبقاتِ ناصری، وغیرہ،

۱۳) **علم طب:۔** اکلیل تکلیل، مرواح، تحفۂ مکیف موصاف

۱۴) **علمِ حکمت:۔** محقق، ملخص، اعجوبہ، جہان بین، جہان نمائی، عروض وغیرہ

ان کے علاوہ آپ کے دوسرے تصانیف بھی ہیں جن میں سے لغاتِ فارسی، معدنِ الاسرار، شرح مخزن الاسرار وغیرہ بہت اہم ہیں۔

تاریخ الحاق میں بہمنی دور کے اہم بادشاہوں کے حالات زندگی مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ قاضی منہاج الدین کی مرتبہ کتاب تاریخ

طبقات ناصری کا ضمیمہ یہی تاریخ الحاق ہے۔ جس کو ملحقات طبقاتِ ناصری نام دیا
گیا ہے۔ ملحقات میں شیخ عین الدین گنج العلوم لکھتے ہیں کہ کسی نے علاو الدین
حسن گنگو بہمنی سے سوال کیا کہ لشکرِ عظیم نہ ہونے کے باوجود اتنی بڑی
سلطنت کیسے حاصل کی اور پھر کم مدت میں حکومت کو اتنی وسعت کیسے حاصل
ہوئی؟ اور بغیر کسی کی مدد کے عوام اور دور دراز ملکوں کے حکمرانوں اور رعایا کو اپنا
فرماں بردار اور مطیع کیسے بنالیا؟ اس پر علاؤالدین حسن گنگو نے جواب دیا کہ
اس نے مُروّت اور سخاوت و احسان کو اپنا اصول بنالیا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ یہی
اپنایا۔ کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ انہی عمدہ عادتوں کی وجہ سے ہر ایک حسن
گنگو کا مخلص، ہمدرد اور فرمانبردار بن گیا۔

تاریخِ فرشتہ جلد اول کا مشہور مورخ ابو القاسم فرشتہ اور طبطبائی بھی
اپنی مرتبہ تاریخوں میں بہمنی دور کے واقعات کا حوالہ اسی تاریخ الحاق پر
مبنی ہے۔

حضرت ابراہیم زبیری مصنف بساطین السلاطین نے اپنی کتاب میں
حضرت گنج العلوم کی طبقات اطوار الابرار اور کتاب الانساب کا تذکرہ کیا ہے۔
اطوار الابرار میں اولیاء و مشائخین کے کمالات و فیوضات و سوانح حیات قلمبند
کے گئے ہیں۔ کتاب الانساب میں بزرگانِ دین و مشائخین کے انساب بیان کئے
گئے ہیں۔

حضرت ابراہیم زبیری کی دوسری مشہور تصنیف روضۃ الاولیاء بیجاپور

میں بھی چند اولیاء کے تعلق سے کتاب الانساب کا حوالہ درج ہے۔ مورخ
فرشتہ کی لکھی کتاب گلشنِ ابراہیم کے بارہویں مقالہ کی بنیاد یہی تصنیف قطب
الانوار ہے۔ گلشنِ ابراہیم کے آخری باب خیر المجالس اور خیر العارفین کے تحت
اولیاءاللہ کے سوانح حیات کے تذکروں کی بنیاد بھی یہی قطب الانوار ہے۔

اب حضرت گنج العلوم کی تصانیف تو نایاب و مفقود ہوچکی ہیں۔ لیکن ان
کی تصانیف کے نام و سُرخیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جن جن علوم
عقلیہ و نقلیہ اور فنونِ لطیفہ پر قلم اُٹھایا ہے اُن کی روشنی میں آپ کی ذاتِ بابرکت کا
اسم بامُسمّٰی یعنی گنج العوم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا
کہ آپ اپنے وقت کے مفسر بھی ہیں، مفکر بھی! محدث بھی ہیں اور ادیب بھی!
فقیہ بھی ہیں اور وجیہ بھی؛ مصنف بھی ہیں اور مؤلف بھی! صوفی بھی ہیں اور
درویش بھی! طبیب بھی ہیں اور حکیم بھی! عارف بھی ہیں اور سالک بھی! اور
ذاکر بھی ہیں اور شاغل بھی اور داعی الی اللہ بھی ہیں اور درس گاہوں کے امام بھی
ہیں اور خانقاہوں کی جان بھی! وہ علوم شریعت کے بحرِ بیکراں بھی ہیں اور علوم
معرفت کے دانائے راز بھی! وہ اپنے وقت کے مجدد بھی ہیں اور مربّی و مصفّی
بھی! آپ کو علم عروض و بلاغت پر یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ توکل علی اللہ تعلق مع
اللہ کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔

آپ کی ذات والا صفات نے فقیری کی چٹائی پر بیٹھ کر نورِ علم و عرفان
سے اندھیرے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کردی۔ انہی مردِ حق کی علمی برکت
اور فیضانِ نظر کا اثر تھا کہ جس کی بدولت بڑے بڑے اولیاء کرام اور اقطابِ زمانہ

نےآپ کی بارگاہ سے فیضیاب ہوکر اقطاعِ عالم میں پھیل کر علم و عرفان کے دریا بہادئے کہ جن کی بدولت جہد و تقویٰ خود شناسی و خدا شناسی، اخوت و بھائی چارہ اور خدمتِ خلق کا جذبہ اُجاگر ہوا۔ انہی علمی و قلمی خدماتِ عظیمہ کی بنا پر حضرت عین الدین گنج العلومؒ اور آپ کے خلفاء عظام کے احسانات کو دنیائے علم و ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی تمام تر خدا داد صلاحیتوں اور اپنی پوری توانائیوں اور اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ و ساری متاعِ حیات کو صرف اور صرف اسلام کی سربلندی اور اللہ و رسول کی خوشنودی کی خاطر صرف کر دیا۔

★★ حضرت کے کشف و کرمات ★★

حضرت گنج العلوم سے کئی کشف و کرامات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

۱) منقول ہے کہ آپ نے بھری اماوس کی رات اپنے تصرفِ کامل سے چاند کو طلب فرمایا تو وہ چاند آسمان پر نمودار ہوا۔ تمام عوام و خواص نے چاند کو اُسی نورانی روشنی کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مبہوت و مُتحیر رہ گئے۔ حضرت کی اس کرامت کی وجہ سے ہزاروں لوگوں نے حلقہ بگوشِ اسلام و ارادت داخل ہوگئے۔

۲) حضرت مولانا حبیب اللہ صبغتہ اللہ کے ملفوظ شریف میں تحریر ہے کہ ایک روز حضرت مولانا نے شیخ العالم حضرت مخدوم شیخ عین الدین گنج العلوم قدس سرہُ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور اسی مسجد میں جہاں گنج العلوم اپنی حیات میں نماز پنجگانہ اور تہجد ادا کرتے تھے وہاں پر حضرت حبیب اللہ

صبغتہ اللہ قدس سرہُ نے دوگانہ نماز تحیتہ المسجد ادا کئے۔ پھر مزار شریف کے پاس بعدِ فاتحہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مصروف تھے۔ اس وقت مولانا کے دستِ مبارک میں کتاب خاتمہ تھی۔ حضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت عین الدین گنج العلومؒ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ شیخ الشیوخ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس سرہُ کے ہاتھ میں حضرت شیخ العالم گنج العلوم کی تصنیف کردہ ایک کتاب تھی جس کو انہوں نے کھولا تو یہ شعر نکلا۔

تا تو نہ رسی شیخ باحق نہ رسی
زیرا کہ میانِ شیخ و حق نیست دوی

جب اس شعر پر مولانا کی نگاہ پڑی تو آپ خوش ہو کر وجد میں آگئے اور فرمائے کہ یہ سب حضرت شیخ العالم عین الدین گنج العلوم کا فیض باطنی ہے

۳) مولانا حبیب اللہ صبغتہ اللہ کے ملفوظ شریف میں مذکور ہے کہ شیخ مصطفٰی صاحب سجادہ، شیخ العالم قدس سرہٗ کے جناب میں نہایت خوش اعتقاد رکھتے تھے ایک شب حضرت مولانا کے پاس مرید بننے کے ارادہ سے آئے مگر قریب پہنچے تو انکی اپنی زبان بند ہوگئی اور اپنی آمد کا مقصد بیان نہ کر سکے۔ اس وقت حضرت مولانا کے دستِ مبارک کی پشت پر ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھے۔ شیخ مصطفٰی قدس سرہ' نے پوچھا کہ یہ جو نظر آتا ہے کیا ہے؟ حضرت مولانا نے کچھ نہ کہا۔ مگر اُسی شب حضرت شیخ مصطفٰی قدس سرہٗ نے خواب میں دیکھا کہ

حضرت شیخ العالم نے حضرت شیخ مصطفیٰ قدس سرہ کے جسم کے خرقہ کو پکڑ کر فرمارہے ہیں کہ "اگر تو جانا چاہتا ہے تو جا، ہمارا خرقہ ہمیں لوٹادے"۔ حضرت شیخ مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ صبغۃ اللہ کے طالبوں میں سے ہوں اور حضرت شیخ العالم سے روحانی طور پر میری قبولیت ہوئی ہے۔

۴) حضرت شیخ مصطفیٰ قدس سرہٗ اپنے شجرہ میں لکھتے ہیں کہ وہ بچپن میں قاضی عبدالطیف کے پاس علوم دینی کا درس لیتے تھے ایک روز قاضی صاحب کے یہاں دیر سے پہنچے۔ قاضی صاحب نے ناراض ہو کر حضرت کی جانب مُتوجہ نہیں ہوئے تو حضرت مصطفیٰ قدس سرہٗ آزردہ خاطر ہو کر درس میں شریک ہوئے بغیر واپس ہو گئے۔ اسی شب قاضی صاحب نے خواب میں حضرت شیخ العالم کو دیکھا جو قاضی صاحب سے فرمارہے تھے کہ ہمارا فرزند تمہارے پاس طلبِ علم کے لئے آتا ہے اور تم لاپرواہی کرتے ہو اور لحاظ نہیں رکھتے۔ حضرت قاضی صاحب پریشان ہو کر نیند سے بیدار ہوئے اور اپنے شاگرد کی طرف توجہ کرنے لگے اور بڑے ہی انہماک کے ساتھ تعلیم دینے لگے۔

۵) حضرت گنج العلوم قدس سرہٗ ۲۷/ جمادی الآخر ۹۵۷ھ کو دارِ فانی سے دارِ جاودانی کی طرف واصل بحق ہوئے۔ اور اپنی دختر نیک اختر حضرت خوندماں حافظہ کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔ ایک روز ایک بزرگ شخص حضرت کی زیارت کے لئے آئے اور آدابِ زیارت بجالائے آپؒ کے بازو حضرت خوندماں حافظہ صاحبہ کا مزار دیکھ کر خیال کئے کہ شاید وہ مزار حضرت کی زوجہ محترمہ کا ہو۔ پس یہ بات صاحبِ مزار حضرت گنج العلومؒ کو ناگوار گذری اور اُسی شب اپنے

ایک خادم کے خواب میں تشریف لاکر فرمایئے کہ ہم یہاں سے نقل مقام کرتے ہیں اور دوسرا مقام جہاں اب مرقدِ شریف ہے کو بتاتے ہوئے فرمائے کہ یہاں ہماری مزار کا نشان بناؤ۔ خادم نے کہا کہ ہمیں یہ کیوں کر معلوم ہو کہ آپ نقلِ مقام کئے ہیں تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ہم نے جس مقام کی نشان دہی کی ہے وہاں شب میں پانچ گھڑے پانی بھر کر چار کونوں پر چار گھڑے اور درمیانی حصہ میں ایک گھڑا رکھ دو۔ صبح سویرے تم ان گھڑوں کو پھولوں سے بھرے ہوئے پاؤ گے تو تم یقین کرنا کہ ہم وہاں منتقل ہو گئے ہیں۔ حسبِ حکم پانی کے گھڑے رکھ دیئے گئے اور صبح دیکھا گیا کہ پانی کی بجائے گھڑوں میں پھول بھرے ہوئے ہیں۔ پھر اُسی مقام پر حضرتؒ کا مزار تعمیر کیا گیا۔

۶) منقول ہے کہ جو کوئی کند ذہن و کم عقل، کمزور حافظہ رکھتا ہو اور گونگا و ہکلاتا ہو تو اگر چند ہفتوں تک مسلسل آپ کے مزار سے متصل شیریں شئے و رکھ کر نوش کرنے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ذکی و ذہین ہو جاتا ہے۔ اور اپنی مرادیں پاتا ہے۔

۷) نقل ہے کہ ایک روز سلطان عالمگیر اورنگ زیبؒ کے ہمراہیوں میں سے ایک عالم پالکی میں سوار ہو کر جب آپ کے آستانہ کے قریب سے گذرا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے تو امراء نے کہا کہ یہ حضرت گنج العلوم قدس سرہٗ کا روضہ ہے۔ اس عالم نے اپنے علم و دانش کے غرور میں کہا کہ میزان و اوزان پڑھ کر گنج العلوم کہلانا آسان ہے۔ اسکی زبان سے یہ جملہ نکلا ہی تھا کہ وہ بے چینی و بے قراری محسوس کرنے لگا اور ایسا لگا کہ اس کے سینہ سے تمام علم

غائب ہو چکا ہے۔ فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر رونے و چلانے لگا اور
یا گنج العلوم ، یا گنج العلوم کہتے ہوئے اپنی غلطی پر نادم ہوکر معذرت چاہا اور اُسے
ایسا محسوس ہوا کہ اس کا سارا علم اس کے سینہ میں دوبارہ لوٹ آیا تو وہ خدائے علیم و
خبیر کا شکر بجالاتے ہوئے وہاں سے واپس ہوا۔

حضرت گنج العلومؒ کی وفات

حضرت عین الدین گنج العلوم قدس سرہٗ بتاریخ ۲۷/ جمادی الآخر
۷۹۵ھ مطابق ۱۳۹۲ء میں بمقام بیجاپور اس دارِ فانی سے دارِ جاودانی کی
طرف واصل بحق ہوئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ بوقت انتقال آپ کی عمر
شریف نود (۹۰) سال تھی اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے آپ کے انتقال کے کئی
سال بعد بہمنی حکمران علاؤالدین ہمایوں شاہ (۷/ مئی ۱۴۵۸ء تا ۴/
ستمبر ۱۴۶۱ء) کے زمانہ میں وکیل السلطنت و طرفدار بیجاپور (صوبیدار) ملک
التجار خواجہ محمود گاواں نے حضرت عین الدین گنج العلوم کی مرقد پر گنبد تعمیر
کروایا۔ حضرت کا یہ روضہ شہر دارالظفر مدینۃ الاولیاء بیجاپور میں ابراہیم پور دروازہ
(فتح دروازہ) کے قریب انجمن کالج کے روبرو زیارت گاہِ عوام و خواص ہے۔ آپ
کے لقب "گنج العلوم" کی مناسبت سے اور اس کے فیضان کرم سے آپ کے
روضہ کے اطراف واکناف دینی ودنیوی درسگاہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ حضرتؒ
کے روضہ کے مشرقی سمت میں انجمنِ اسلام کے تحت چلنے والے کالجس میں سے
انجمن جونیر کالج بائز، انجمن جونیر کالج گرلز، انجمن پرائمری اسکول، انجمن ہائی

اسکول، انجمن ڈگری کالج، انجمن لاء کالج، پالی ٹکنک کالج، انجمن بی ایڈ کالج
انجمن ڈی ایڈ کالج، حضرت خواجہ امین الدین اعلیٰ عربی مدرسہ وغیرہ قائم ہیں
اور جنوبی سمت میں مدرسہ جامعۃ المؤمنات، پی۔ڈی۔جے کالج، وغیرہ شامل
ہیں، جنوب میں گورنمنٹ پالی ٹکنیک کالج ، گورنمنٹ ایورویدک
کالج، گورنمنٹ ہائی اسکول، ٹی۔سی۔ایچ کالج، اور قلعہ کے بیرونی کنارہ پر شمس
اسکول قائم ہیں۔ شمال میں مرہٹی ہائی اسکول، دھن ونتری ہاسپٹل وغیرہ قائم
ہیں گویا مذکورہ بالا تمام علمی مراکز میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات آپ ہی کے
فیضان علم سے سیراب ہورہے ہیں۔ یہ علمی فیضان بشکل زندہ کرامت جاری و
ساری رہیگا۔

آپ کے روضۂ اطہر پر روزانہ بلا تفریق مذہب و ملت زائرین کا تانتا
بندھا رہتا ہے۔ کیا ہندو، کیا مسلم، کیا سکھ، کیا عیسائی، ہر کوئی اپنی اپنی عقیدت
کے پھول نچھاور کرکے اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

آپ کی گنبد کے سامنے جنوب مغربی حصہ میں آپ ہی کے زمانہ کی ایک
پرانی مسجد موجود ہے جہاں پر حضرت گنج العلوم روزانہ تہجد اور پنجگانہ نماز ادا کیا
کرتے تھے۔ یہ مسجد آج بھی پنج وقتہ نمازیوں سے بھری رہتی ہے۔۔ اس مسجد
کے جنوبی رخ میں کچھ فاصلہ پر حضرت کے مراقبہ کا حجرہ شریف تہہ خانہ کی
صورت میں آج بھی موجود ہے اور یہ بات زبان زد عام و خواص ہے کہ یہ حجرہ
حضرت کا مراقبہ گاہ خاص تھا۔ گنبد کے سامنے حضرت کے دو بی بیوں کے
مقابر ہیں اور مشرقی جانب حضرت کی دُختر بی بی خوند ماں
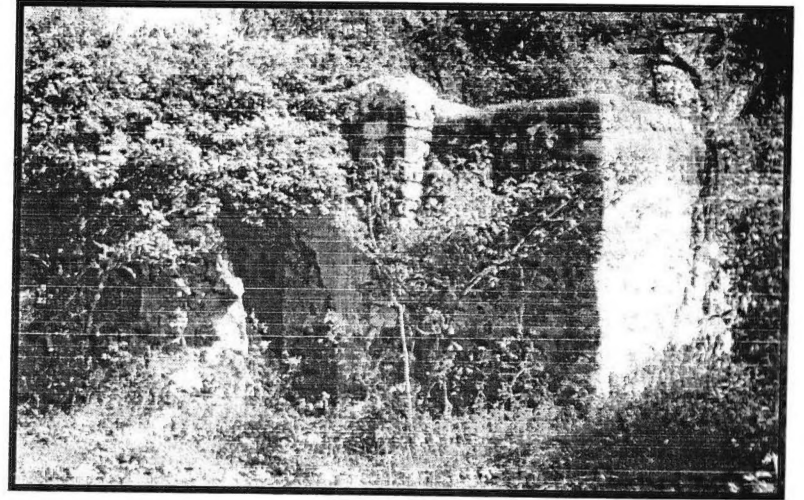
حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ کے مراقبہ (چِلہ) کی جگہ

حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جُنیدیؒ
کے سواری کے بیل باندھنے کی جگہ

حافظ کی قبر ہے اور اطراف خلفاء و عزیزوں کے مزارات مبارکہ ہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ درگاہ کے مشرقی جانب انجمن کالج کے احاطہ میں حضرت کے زمانہ کی ایک بہت بڑی باولی ہے جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہتی ہے۔ اس باولی کے مغربی کنارے پر پرانے پتھروں کے لمبے لمبے لاٹوں سے بنایا ہوا ایک چھوٹا سا صحن ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ اس صحن میں حضرت کا بیل باندھا جاتا تھا جس سے وہ ہمیشہ سواری کا کام لیتے تھے۔

حضرت کا عرس شریف

حضرت کا عرس شریف ہر سال ۲۷ر جمادی الآخر کو بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ عزت مآب جناب صوفی میر سید شاہ جعفر محی الدین حسینی قادری المعروف جہانگیر پاشاہ، خطیب، جامع مسجد و دکنی عید گاہ، بیجاپور متولی حضرت عین الدین گنج العلوم کچھ عرصہ قبل تک انجام دیتے رہے، آپ کا انتقال بتاریخ یکم جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ر جولائی ۲۰۰۴ء، بروز دوشنبہ ہوا ہے۔ اب آپ کے فرزند کلاں حضرت سید احمد عرف مبین خطیب متولی ہیں اور اس ذمہ داری کو بہ خوبی انجام دے رہے ہیں۔

عرش شریف میں علماء و مشائخین و ہندو مسلم و مرہٹہ شرکت کر کے آپ کے فیضان کرم سے فیض یاب ہوتے ہیں اور حضرت صوفی سید شاہ جعفر محی الدین قادری المعرف جہانگیر پاشاہ، خطیب و متولی بارگاہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ اُم سلمٰی صاحبہ عرف نسرین خطیب حضرت گنج العلوم کی آل سے ہیں۔

حضرت سید احمد قادری برقعہ پوش رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سید احمد قادری برقعہ پوش رحمۃ اللہ علیہ ، بیجاپور کے معروف سادات بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کے آستانہ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ محمد شہزادہ قادری عُرف ساجد پیراں برقعہ پوش سے شرفِ ملاقات کے بعد پتہ چلا کہ آپ جنیدیہ سلسلہ کے معروف بزرگ شیخ خواجہ مخدومُ جنیدی بزرگ کرجگی کی آل سے ہیں حضرت شیخ خواجہ مخدوم جُنیدی کی پوتی بی بی خدیجہ ماں صاحبہ حضرت سید۲احمد قادریؒ کی زوجہ تھیں۔ روایت ہے کہ حضرت سید۲احمد قادریؒ جب کرجگی تشریف لے آئے تھے اُس وقت گاوں میں پانی کی سخت قلّت تھی۔ لوگ قطرہ پانی کو ترس رہے تھے۔ آپ کے دستِ تصرف اور روحانی توجہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ اور لوگ سیراب ہوئے۔ آپ کے خسر محترم نے اس کرامت کو دیکھ کر چند تحائف دینے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ " حضرت محترم آپ کو مجھے کچھ دینے کی ضرورت نہیں ، تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے آپ کی اولاد میں آئیندہ جس گھر میں بچہ پیدا ہو تو اُس نو مولود کو لیکر ہمارے آستانے پر آتے رہیں۔" پھر برقعہ پوش رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر نو مولود کو لاکر بال کتروانے کی رسم چل پڑی۔ کرجگی کے جنیدیہ خاندان میں آج بھی یہ رسم جاری ہے۔

حضرت شیخ بڑے جُنیدی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت عین الدین گنج العلومؒ کے ہم جدکاایک سلسلہ موضع گھیرڈی تعلقہ سانگولہ مہاراشٹر میں موجود ہے۔ وہاں پر جُنیدیہ سلسلے کے ایک بزرگ حضرت شیخ بڑے جُنیدیؒ آسودۂ خاک ہیں۔ جن کا صندل و عرس شریف ہر سال محرم کی ۱۲/ تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ رسمِ صندل مالی اُنہی کے خاندان کے افراد کے ہاتھوں انجام پاتی ہے۔ آپ کی اولاد، گھیرڈی ، بیجاپور، مہاراشٹر، کرناٹک اور ہندوستان کے دیگر مقامات و بیرونی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔
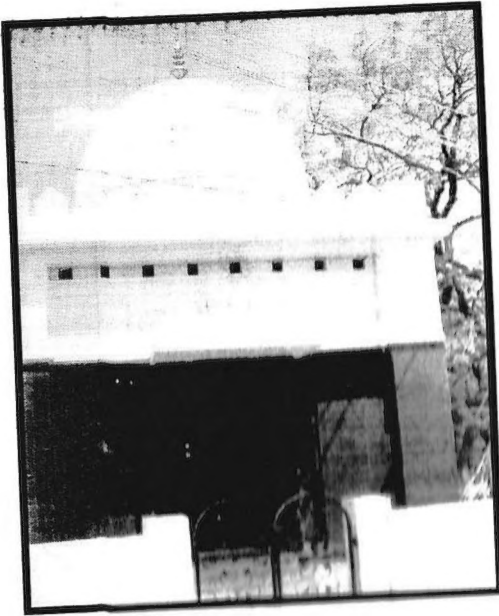
آستانہ حضرت شیخ بڑے جُنیدیؒ ،
موضع گھیرڈی ، تعلقہ سانگولہ ، ضلع شولاپور ، مہاراشٹر

اغلاط و تصحیحات

صفحہ نمبر	سطر نمبر	اغلاط	تصحیح
۱	۱	اولیااللہ	اولیاءاللہ
۹	۳	لازونیاز	رازونیاز
۱۰	۳	والصلوٰۃالسلام	والصلوٰۃ والسلام
۱۰	۳	سیدالانبیانوالمرسلین	سیدالانبیاء والمرسلین
۱۰	۳	جوہرےپارے	جوہرپارے
۱۰	۳	دن	دین
۱۶	۱۰	نثرنگاروں	اردونثرنگاروں
۱۶	۲۰	اوراردوزبانوں پر محیط ہیں	اوراردوپر محیط
۱۷	۵	اردوس نثر	اردونثر
۱۸	۱	مستقبل میں کے لئے	مستقبل میں
۱۸	۱	حاصلہوئی	حاصل ہوئی
۲۰	۹	ذاتِ ولا صفات	ذاتِ والا صفات
۲۸	۷	حُسنی	حُسینی
۳۷	۱۰	لڑگا	لڑکا
۴۲	۹	العروف	المعروف
۴۳	۱۳	العروف	المعروف
۴۴	۱۵	قران	قرآن
۴۶	۱۰	ذالقعدہ	ذی القعدہ
۴۸	۹	مسکراہت	مسکراہٹ
۵۲	۴	تانبادیبات	تانبادیہات
۵۲	۱۱	وغیرھا	وغیرہ
۵۵	۵	خدداد	خداداد
۵۶	۲	بارویہں	باردیں

الحاج چودھری راجہ حسن صاحب

- پیدائش: ٦/ جون ۱۹۳۷ء
- تعلیم : ایم۔اے (معاشیات) ایم۔اے (اُردو و فارسی)
  بی۔ایڈ، کرناٹک یونیورسٹی، دھارواڑ
- لکچرار (وظیفہ یاب) انجمن پی۔یو۔کالج، بیجاپور
  ★ ٹرسٹی کملا بائی پاٹل میموریل ایجوکیشنل ٹرسٹ، بیجاپور
  ★ ٹرسٹی این۔ایم۔بی۔ایم، ی اینڈ سی ٹرسٹ، بیجاپور
- تصنیف : مختصر سوانح حضرت شیخ عین الدین گنج العلومؒ
- زیرِ طبع ★ : ادھونی (امتیاز گڑھ) تاریخ کے آئینہ میں
  ★ : سوانح مجاہدِ آزادی ہند حضرت بالسنگ اُستادؒ
  ★ : اولیاء بیجاپور